الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

طرح طرح کے روپ دھار کر لوگوں کی جان و مال، ایمان واعمال اور عزت وآبرو پر شب خون مارنے والے جھوٹے پیروں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نقاب کشائی

کاروباری پیر اور زوال اہلسنت

مع

بزرگان دین کے عرسوں پر میلوں ٹھیلوں کا عذاب

و

بیعت کی شرعی حیثیت

تحریر
علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مدظلہ
مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم حسنیہ بہاولپور

ناشر
مکتبہ حسنیہ
متصل دار العلوم حسنیہ نزد سبزی منڈی بہاولپور Mob:0321-9465440

کاروباری پیر اور زوالِ اہلسنت

لگا ہے جھوٹ کا بازار آؤ سچ بولیں　　نہ ہوں بلا سے خریدار آؤ سچ بولیں

اس مضمون میں معاشرے کے اندر سرطان کی طرح پھیلے ہوئے نام نہاد جھوٹے کاروباری پیروں کی خبر لی گئی ہے اور زوالِ اہلسنت کے اہم ترین پہلو کی طرف، فکر مند دماغ اور دردمند دل رکھنے والے سینوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سارے مضمون کو کاروباری پیروں کے تناظر میں ہی پڑھا جائے ورنہ ہمارے نزدیک ولایت برحق ہے، کرامات اولیاء بھی برحق ہیں، کسی جامع شرائط مرشد کی بیعت بھی ایک مستحب اور بابرکت کام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی چار شرائط ارشاد فرمائی ہیں ان کے بغیر اس کا بیعت لینا جائز نہیں ہے: (۱) صحیح العقیدہ مسلمان ہو یعنی اہل سنت والجماعت سے وابستہ ہو، بدعقیدہ اور بدمذہب نہ ہو۔ (۲) عقائد کے دلائل اور تمام احکامِ شرعیہ کا عالم ہو حتیٰ کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ کا حل بیان کر سکتا ہو (یعنی مفتی ہو)۔ (۳) علم کے مطابق عمل کرتا ہو۔ فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر دائمی عمل پیرا ہو اور تمام محرمات و مکروہات سے بچتا ہو۔ (۴) رسول اللہ ﷺ تک اس کی نسبت متصل ہو، اس کے مشائخ کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہو۔۔۔۔۔ ہمارے زمانے میں بے علم لوگ وعظ و تبلیغ کرتے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی بے علمی کا عیب چھپانے کے لیے علماء کی تنقیص کرتے ہیں، ان کو منافق اور بے عمل کہتے ہیں۔ سادہ لوح عوام علماء کو چھوڑ کر بے علم واعظین اور بے عمل مرشدین کے حلقۂ ارادت میں کثرت کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں، ہم اس جہالت اور تعصب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ، ص: ۱۴۷۔۱۴۶، ملخصاً، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

شیخ طریقت کیلئے علم کی جو شرط بیان کی گئی ہے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی یوں تحریر فرماتے ہیں: ''عالم کا معیار یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کر سکے، احادیث کی عربی عبارات صحیح صحیح پڑھ سکے اور سمجھ سکے۔ علم کلام اور علم فقہ کی عبارات کو پڑھ اور سمجھ سکے۔'' (تبیان القرآن، ج:۱، ص:۴۰۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

مذکورہ شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے اگر پاکستانی معاشرہ پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر طرف ایسے کاروباری پیروں کی فوج ظفر موج نظر آئے گی جن میں مذکورہ شرائط کا دور دور تک پتہ نہیں ہوگا۔ کسی کا عقیدہ خراب ہے تو کسی کا سلسلہ غیر متصل، کوئی پابند سنت نہیں ہے تو کوئی علانیہ فاسق و فاجر، علم کی شرط ملاحظہ کریں تو اس پر پورے ملک میں کوئی معدودے چند پیر ہی بمشکل پورے اترتے نظر آئیں گے۔ پیروں کا بہت بڑا لشکر جرار نہ صرف یہ کہ قرآن و حدیث اور فقہ و کلام سے بے خبر ہے بلکہ وہ علم اور علماء کا سخت دشمن بھی ہے۔ کیونکہ جس طرح سرمایہ دار، جاگیر دار اور سیاستدان کی خیر اسی میں ہے کہ قوم جاہل مطلق رہے اسی طرح جھوٹے پیروں کی شان و شوکت کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ قوم علم و عمل سے بیگانہ رہے، کیونکہ ان پڑھ لوگ ان کو جس طرح چومتے چاٹتے ہیں اس طرح پڑھے لکھے لوگ نہیں کرتے۔ کسی بھی پیر کے ملاقاتیوں کو ملاحظہ کر لیجئے آپ کو ان پڑھ اور پڑھے لکھے لوگوں کے انداز ملاقات میں نمایاں فرق نظر آئے گا۔ پھر انتہائی افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس طرح

کے تمام جعلی، بناوٹی اور کاروباری پیر اپنے آپ کو مسلک حق اہلِ سنت و جماعت سے منسوب کر کے اس کی بدنامی اور رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔ نیز وہ علماء سے یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ وہ ان کی نام نہاد بزرگی پر مہر تصدیق ثبت کریں۔ یہ ننگِ ملت، ننگِ دین ننگِ وطن لوگ ایسے زہریلے ہیں کہ انہوں نے اپنی حرام کاریوں سے مسلک حق کو ادھ موا کر کے رکھ دیا ہے۔ الیکشن میں یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کے سارے ووٹ سمیٹ کر یہ لوگ ممبر اسمبلی بنتے ہیں اور پھر اللہ و رسول ﷺ اور علماء حق کی دشمن جماعتوں کے ساتھ مل کر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس تمام خرابی کی بنیاد درحقیقت ان **کاروباری مولویوں** نے فراہم کی ہے جو انہیں لوگوں کے سامنے غوث زماں، قطب عالم، شہنشاہِ ولایت وغیرہ بنا کر حرام کے نذرانے وصول کرتے ہیں۔

سیرت و کردار: یہودیوں اور عیسائیوں کے ہم شکل چہرے، منوں وزنی مونچھیں، فرعونی لب و لہجے، شیطانی عادات واطوار، یزیدی رسوم ورواج، غنڈوں اور بدمعاشوں کی سرپرستی، چوروں اور ڈاکوؤں کی پشت پناہی، روافض سے رشتے ناطے، انہیں کے باطل اعمال اور عقیدے، اعراس کے نام پر اسلام کش میلے ٹھیلے، کتوں اور ریچھوں کے مقابلے، قبروں اور مزاروں کی تجارت، ولایت صالحین کی تعلیمات کی بجائے تعیرات سے پیائش، علماء کے خلاف سینوں میں بھڑکتی آگ، جہالت ورعونت میں ابوجہل وابولہب کے ہم پلہ، شراب وشباب کے رسیاء دین وشریعت کی بات پر منہ سے نکلتے انگارے، نماز روزے کا وقت آنے پر مرضِ اسہال، زکوٰۃ و جہاد کا نام سنتے ہی پیٹ میں دردِ قولنج، غیر محرم عورتوں کو بے پردہ مرید کرنا اور ان سے ٹانگیں دبوانا، گھروں میں ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ وغیرہ سب کچھ موجود۔ یہ ہیں وہ کالے کرتوت جو اِن پیروں کے نامۂ اعمال میں درج ہیں۔ اگر آپ ان کے ”سائیں، شاہ اور سرکار“ کے لاحقوں والے عجیب وغریب ناموں کو ملاحظہ کریں تو ہنسنے ہنسانے کے لیے لطیفوں کی ضرورت نہ رہے۔ ان کے پاس بیٹھے بگڑے چہروں والے قوالوں کو بجتے دیکھ لیں تو یکدم خوفزدہ ہو جائیں۔ کفریہ وشرکیہ اور مبالغہ آمیز اشعار پر مصنوعی طور پہ بدمست جاہل مریدوں کو دیکھیں تو گویا انہیں ذبح کیا جارہا ہے۔ ان کے تعویذوں اور وظیفوں کو دیکھیں تو شیاطین سے استغاثہ پر مبنی جادوٹونے کے پلندے معلوم ہوں۔ ان کی مقدس مسندوں کو دیکھیں تو ان پر کسی نیک سے نیک آدمی کا بیٹھ جانا یا صرف پاؤں پڑ جانا بھی اعلیٰ درجے کی گستاخی شمار ہو۔ ان مسندوں پر ان کا اندازِ نشست دیکھیں تو گویا سکندرِ اعظم تخت شاہی پر براجمان ہو۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ۔ پھر پیرانِ عظام کی ان گدیوں میں بھی مال وجائیداد کی طرح وراثت چل نکلی ہے (کیونکہ یہ بھی اب ایک کاروبار بن چکا ہے) باپ کی گدی پر اولاد ہی بیٹھے گی خواہ وہ کیسی ہی نااہل غیر جامع شرائط کیوں نہ ہو۔ کسی مرید کی کیا مجال کہ وہ پیر مغاں کی سجادگی کا حقدار ٹھہرے خواہ وہ کیسا ہی رازی وغزالی کیوں نہ ہو اور یہی نااہلی اور وراثت سب سے بڑا سبب ہیں خانقاہی نظام کی تباہی کا۔ ع زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تقریباً تمام پیر صاحبان کا ذاتی طور پر قرآن وحدیث اور فقہ وکلام کی تعلیم وتعلم اور درس وتدریس سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ پورے ملک میں شاید ہی کوئی پیر آپ کو ایسا نظر آئے جس کی اولاد کسی دینی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہی ہو، وہ تو آپ کو ملکی وغیر ملکی مہنگے ترین سکولوں، کالجوں میں طبقۂ امراء کے ساتھ قلیلیاں بھرتی نظر آئے گی اور علم دین سے کوری ہونے کے باوجود مسند پر

بھی وہی بیٹھے گی۔ یہ بھی تقریباً ہر پیر کا فرض ہے کہ وہ دوسرے پیر کو تحفظ فراہم کرے اور اس کے ساتھ ظاہری ادب واحترام سے پیش آئے خواہ وہ کیسا ہی بداطوار کیوں نہ ہو اور صورت وسیرت میں دین مصطفی ﷺ سے کتنا ہی لاتعلق کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو پھر اس کے لیے اتنا تو بہر حال لازم ہے کہ وہ خاموشی اختیار کرے تاکہ پیری مریدی کے کاروباری نظام میں کسی قسم کا کوئی خلل واقع نہ ہو۔ تقریباً ہر پیر یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے مریدوں کی تعداد روز افزوں ہو، دوسرے پیروں کے مرید بھی فیضیاب ہونے کے لیے کسی نہ کسی طرح اس کے سلسلۂ عالیہ میں شامل ہو جائیں اور اس خواہشِ نفس کو پورا کرنے کے لیے طرح طرح کے تشہیری وترغیبی ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر کسی پیر کے مرید کم ہوں تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور زیادہ ہوں تو احساس برتری کا شکار ہوتا ہے۔ کئی نام نہاد پیر دینی مدارس بنانے اور تبلیغ و بیان کے خلاف ہوتے ہیں اور اس کی مضحکہ خیز دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ نہیں ہے۔ کئی پیر اپنی شان میں قصیدے لکھواتے ہیں اور کتابیں شائع کرواتے ہیں۔ کئی پیر اشتہاروں اور بینروں پر صرف اپنا نام لکھنے کا حکم جاری کرتے ہیں کسی دوسری شخصیت کا نام ان کے لیے سوہانِ روح ہوتا ہے۔ کسی پیر کا مرید اگر زیادہ مشہور ہونے لگ جائے تو اسے فوراً خلاص کر دیا جاتا ہے۔ تقریباً ہر پیر دوسرے پیر کی شان گھٹانے کے لیے صراحتاً نہ سہی اشارتاً وکنایۃً ضرور تنقیص کرتا ہے۔ اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور دوسرے کو ناقص۔ جاہل پیر، عالم پیر کے متعلق یوں کہتا ہے کہ وہ تو علماء میں سے ہے، طریقت کا بادشاہ تو میں ہوں۔ ان جاہل پیروں کی اہل علم سے بھی خاص دشمنی ہوتی ہے، انہیں شوق ہوتا ہے کہ علماء ان کے مرید تو ضرور بنیں مگر ہر بات میں آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چلتے رہیں کسی مسئلہ میں اختلاف کی ان کے ہاں کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایسے پیروں کا اکثر یہ مقولہ ہوتا ہے کہ ''علم اپنے گھر میں رکھ کے آؤ تو پھر کچھ پاؤ گے'' اور اس بات کیلئے وہ واقعہ خضر و موسیٰ علیہ السلام کا سہارا لیتے ہیں۔ ع چہ نسبت خاک را بعالم پاک — اپنی تعریفیں سن سن کر پیر صاحب کا نفس اتنا متکبر ہو چکا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی اصلاح کے لیے ہلکا سا اشارہ بھی کر دے تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ اگر پیر صاحب کی محفل میں کوئی بیرونی عالم بھی مدعو ہو اور وہ صرف اللہ ورسول کی تعریف کر کے چلا جائے تو پیر صاحب آئندہ کے لیے اس کو نہ بلانے کا عندیہ دے دیتے ہیں۔ بعض پیروں کے ہاں شریعت وطریقت کی باقاعدہ جنگ کروائی جاتی ہے اور بالآخر طریقت کا پہلوان شریعت کے پہلوان کو چاروں شانے چت گرا دیتا ہے اور اس کی فتح کا نعرہ لگا دیا جاتا ہے۔ کئی جاہل پیر اپنے مریدوں کو یوں درس دیتے ہیں کہ ہمارے پاس باطنی علم ہے اور علماء کے پاس ظاہری علم، رس ہم نے پی لیا ہے پھوک مولویوں (علماء) کے آگے ڈال دی ہے، گریاں ہم نے کھالی ہیں چھلکے مولویوں (علماء) کے سامنے پھینک دیے ہیں۔ حال ہی میں ایک مقام پر کچھ پیروں کے زیر سرپرستی لاکھوں روپے کی محفل نعت وقوالی منعقد ہوئی جس کے پنڈال کے مین گیٹ پر یہ ہدایت لکھی ہوئی تھی ''مولویوں کا داخلہ ممنوع ہے۔'' اس محفل میں جو ایمان سوز اور دل دوز قسم کی ہڑبونگ مچائی گئی اس پر یہی کہا جا سکتا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: اگر ان جاہل پیروں کو علماء کے مرتبے کا پتہ چل جاتا تو یہ اپنے آپ کو ان کے سامنے گونگا اور اندھا سمجھتے (تلبیس ابلیس، ص:۲۵۱۱) بعض پیر بتیاں بند کروا کے عورتوں اور مردوں کے مخلوط مراقبے کرواتے ہیں۔ کئی پیر رمضان کے مقدس مہینہ میں مردوں اور عورتوں کو آمنے سامنے بٹھا کر افطاریاں کرواتے ہیں۔

اس بات پر تو تمام کاروباری پیروں کا اتفاق ہو چکا ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کا نام تک نہیں لینا اور نہ ہی اس کے لیے مریدوں کو تیار کرنا ہے اور نہ ہی اپنی کتابوں میں جہاد کی (کم از کم) دینی، اعتقادی اور نظریاتی تعلیمات کا ذکر خیر کرنا ہے۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر پڑھ پڑھ کر وہ قتال فی سبیل اللہ کو تین طلاقیں دے چکے ہیں۔ پھر ان پیروں کی زیرِ نگرانی صالحین کے مزارات پر جو اودھم مچائے جاتے ہیں اور جو جرائم وہاں پنپتے ہیں کبھی جا کر ان کی بھی خبر لیجیے، صالحین کے مزارات کے ساتھ ایسی بدسلوکی تو کبھی یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں نے بھی نہ کی ہوگی۔ بہت سے نفع بخش مزارات محکمہ اوقاف کے قبضہ میں ہیں، وہاں کے گلوں میں عوام الناس جو لاکھوں روپے ڈال جاتے ہیں ان کا مصرف کیا ہوتا ہے یہ کسی باخبر سے پوچھ لیجیے۔ ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی ـــــ علماء کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو ان کی دولت کے حقیقی مصرف سے آگاہ کریں۔

یہ پیر، مسلک کی تنظیمی ترقی اور اجتماعیت کے لیے بھی سنگِ گراں ثابت ہوتے ہیں نہ خود کام کرتے ہیں نہ کسی دوسرے کو کرنے دیتے ہیں۔ ایک پیر اگر کسی تنظیم سے خارج ہو جائے تو ساتھ ہی ہزاروں مرید بھی خارج ہو جاتے ہیں اور تنظیم کا بھٹہ بیٹھ جاتا ہے۔ بہت سے پیر اپنے مریدوں کو کسی بھی مسلکی تنظیم سے وابستہ نہیں ہونے دیتے۔ ہاں! اگر پیر نے اپنی کوئی تنظیم بنا رکھی ہے تو اس کو چلانا سب مریدوں کے لیے فرض عین ہوتا ہے۔ ع گر ہمیں خانقاہ و ہمیں پیراں، کار مریداں تمام خواہد شد ـــــ ان سب حالات کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ ہر جگہ جاہل مریدوں کا ایک بہت بڑا گروہ ان جعلی پیروں کے پیچھے بڑے ادب کے ساتھ ہاتھ باندھے دم ہلاتا نظر آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وظیفہ خور مولوی جب بھی تقریر کرتا ہے تو الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولاهم یحزنون پڑھ پڑھ کر پیر کی طرف اشارے کرتا ہے۔ کاروباری نعت خوان منقبتیں پڑھ پڑھ کر (اور بسا اوقات نعتیں پڑھتے ہوئے بھی) پیر کی جانب اشارے کرتا ہے اور اس طرح جہلاء کرام کو پیر کا بے دام غلام بن جانے کی ترغیب و تربیت ملتی ہے ـــــ ویسے آج کل کاروباری مولوی کا کاروبار خاصا مندا جا رہا ہے کیونکہ اب اس کی سیٹ کاروباری نعت خواں نے سنبھال لی ہے۔ پیروں کو اپنا کاروبار چمکانے کے لیے اب مولویوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

معاشرے کے ناسور: مفسرِ شہیر محدث کبیر علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کے راستے کی ایک بہت بڑی رکاوٹ پیروں کے آستانے ہیں، خانقاہیں ہیں جن کے گلوں میں سادہ دل لوگ اپنی جیبیں خالی کرآتے ہیں۔ زیب سجادہ فلاں وفلاں بزرگ ہیں جن میں سے بعض تقدس مآب مشائخ کی تو شکلیں بھی غیر شرعی ہیں۔ جن کے دن مریدوں سے نذرانے وصول کرنے اور راتیں عیاشیوں میں گزرتی ہیں۔ جو تعویذ گنڈوں کے کاروبار سے غرباء کو لوٹتے ہیں جو علم سے قلاش اور عمل سے مفلس ہیں۔ جن کی زبان میں فرشتوں کی پاکیزگی اور قلب میں ابلیس کی روسیاہی ہے۔ جن کی گفتار رشک جبرائیل اور کردار ننگِ انسانیت ہے۔ کوئی گھوڑے شاہ ہے جس کے مزار پر گھوڑوں کے بُت چڑھائے جاتے ہیں۔ کوئی کتوں والی سرکار ہے جہاں کتوں کو تقدس حاصل ہے، کوئی بلی والی سرکار ہے، کوئی کیا ہے اور کوئی کیا ہے۔ وہ جن کے مرید فاقہ کش ہیں اور پیر لاکھوں کے کتے خرید کر ہزاروں کی شرط پر لڑاتے ہیں۔ کسی کو کتے خریدنے کا شوق ہے، کوئی باز خریدنے کا رسیا ہے، کوئی سور کے شکار کے شوقین ہیں، کوئی کاروں کی خریداری میں بازی لے جانا چاہتا ہیں اور یہ تمام شوق مریدین کے جیب خالی کرنے سے

پورے ہوتے ہیں۔ کیا یہ لوگ توحید کے تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ کیا ان نمائشی اور نام نہاد پیروں کو دیکھ کر لوگ اصلی صلحاء اور اولیاء اللہ سے بدگمانی کے خطرے میں مبتلا نہیں ہوں گے۔" (معاشرے کے ناسور، ص: ۱۲-۱۳، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ بعض پیر جب کہیں دعوت (قل خوانی وغیرہ) پر جاتے ہیں تو ڈٹ کر کھاتے پیتے ہیں اور بقیہ کھانا (رضائیاں، چارپائیاں، کپڑوں کے جوڑے وغیرہ) اپنی ساتھ لے جاتے ہیں اور اکثر اوقات صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں حالانکہ یہ بالاجماع حرام ہے۔ (تلبیس ابلیس، ص: ۳۳۱) بعض پیر صوف کا مخصوص لباس پہنتے ہیں۔ ان کے متعلق علامہ ابن جوزی نے مندرجہ ذیل احادیث نقل فرمائی ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں میں مشہور ہونے کے لیے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ضرور خارش کا کپڑا پہنائے گا جس سے اس کی رگیں گر پڑیں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں ان کے متعلق زمین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتی ہے۔ (تلبیس ابلیس، ص: ۳۳۱)

تربیت کے کرشمے: ان پیروں کے ذریعے مریدوں کی جس طرح کی تربیت ہو رہی ہے وہ بھی انتہائی اذیت ناک ہے، چند ایک تربیتی مناظر ملاحظہ ہوں۔ پیر صاحب جونہی اپنے دولت خانہ کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہیں تو دروازے پر نظریں گاڑے مریدین پر گویا نزع کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہاؤ ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، کوئی شوں شوں کی آواز نکالتا ہے کوئی تالیاں بجاتا ہے، کوئی درود وسلام پڑھتا ہے، کوئی نعرے لگاتا ہے کوئی جوتے اتارتا ہے۔ کوئی کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کرتا ہے۔ اب ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، پیر صاحب مریدوں کے جراثیم سے بچنے کے لیے ہاتھوں پہ دستانے چڑھا لیتے ہیں، کوئی مرید قدموں میں گرا ہوا ہے، کسی نے گھٹنے تھام رکھے ہیں، کوئی کندھوں کو بوسے دے رہا ہے، کوئی پشت سے چمٹا ہوا ہے، کوئی ہاتھ چومنے کے چکر میں ہے غرضیکہ ایک ہنگامہ بپا ہے اور دھکم پیل ہو رہی ہے۔ (حالانکہ ایک مسلمان کو نماز کے لیے بھی دھکم پیل اور بھاگ دوڑ کی اجازت نہیں ہے) جبکہ پیر صاحب نے بڑی شان بے نیازی سے ہاتھ آگے کیا ہوا ہے کسی کو ایک ہاتھ ملاتے ہیں تو کسی کیلئے سر ہلاتے ہیں، کسی کو ایک انگلی تھماتے ہیں تو کسی کو دو انگلیاں۔ پیر صاحب کی آمد و رفت پر بار بار کی اٹھک بیٹھک ہوتی ہے۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر بات کی جاتی ہے جان کی امان طلب کی جاتی ہے۔ کوئی حالت قیام میں ہے تو کوئی حالت رکوع میں، کوئی سجدہ کر رہا ہے تو کوئی التحیات میں بیٹھا ہوا ہے ——— اگر خدانخواستہ آپ نے پیر صاحب کے ہاتھ چومنے میں ذرا سی کوتاہی کر لی تو بس! پیر صاحب کا غیظ و غضب دیکھنے والا ہوتا ہے، آنکھیں شعلہ بار ہو جاتی ہیں اور جسم تھر تھرانے لگتا ہے۔ آپ ایک نظر کی جنبش میں مریدین سے مرتدین کی صف میں شامل کر لیے جاتے ہیں ——— اسی طرح اگر آپ نے کسی مجبوری کے تحت نذرانہ کی ادائیگی میں کچھ پس و پیش کی ہے تو آپ ہمیشہ کے لیے پیر صاحب کی نظروں میں کھٹک جاتے ہیں، تو جہات و تصرفات سے محرومی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، زمین و آسمان کی تمام آفات و بلیات آپ کے گھر کا مقدر ٹھہرتی ہیں۔ ایسے مرید کے گھر میں قدم رکھنا گویا پیر صاحب کے لیے جہنم میں جانے کے برابر ہوتا ہے۔

پیر صاحب کی اولاد کے لیے شاہانہ القاب اور مریدوں کے لیے انسانیت سے بھی گرے ہوئے القاب استعمال کیے جاتے ہیں۔ کئی پیروں سے اتنا استغاثہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا نہیں کیا جاتا۔ کئی پیروں کے نام کی باقاعدہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور اس کو دافع بلاء قرار

دیا جاتا ہے۔ کئی پیر بڑے تجسس پھیلانے والے (Suspense creative) ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نظریں جھکا کے رکھتے ہیں۔ جاہل مرید اپنے پیر کی صرف ایک نظرِ کرم کے لیے تڑپتے پھڑکتے رہتے ہیں مگر پیر بھی ایسا پکا ہوتا ہے کہ لحہ بھر کے لیے دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ اگر کوئی مرید اپنے پیر کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کر لے تو پیر صاحب اس بات کو رسول پاک ﷺ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر قیاس کر کے اس پر ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاتے ہیں۔ ہر پیر کے مریدوں کی علیحدہ شناخت ہوتی ہے۔ خاص رنگ کی ٹوپی اور خاص قسم کی سلائی، خاص رنگ کی پگڑی اور خاص قسم کی بندش۔ یہ بات شاید کوئی ایسی قابلِ اعتراض نہ ہوتی مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ شناختوں والے مرید جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو یوں گھور کے دیکھتے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے سلسلہ ہائے بیعت الفتوں اور چاہتوں کا سبب ہوتے تھے مگر اب نفرتوں اور عداوتوں کا باعث ——— قرآن کے غلاف کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوتی جو پیر صاحب کی چادر کو حاصل ہوتی ہے۔ کتاب اللہ کی گرد تو جھاڑ دی جاتی ہے مگر پیر صاحب کی مٹی کو غازہ بنایا جاتا ہے۔ مسجد کی صفائی سے برکت حاصل کرنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا مگر پیر صاحب کی گاڑی کو عماموں کے ساتھ صاف کیا جاتا ہے اور چادریں لگا لگا کر حجر اسود کی طرح بوسے دیے جاتے ہیں۔ کئی پیروں کا لعاب دہن بطور تبرک استعمال کیا جاتا ہے اور کئی پیروں کے ہاتھوں کا ماءِ مستعمل نوشِ جان کیا جاتا ہے۔

''جیسا منہ ویسی چپیڑ'' کے مصداق آج کل کے مرید بھی انواع واقسام کے ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ مرید ہوتے وقت ایسے پیر کا انتخاب کرتے ہیں جس کے تعلقات وسیع تر ہوں اور بازارِ سیاست میں بڑے اثر ورسوخ کا مالک ہو۔ بعض لوگ صرف ایک پیر پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ حسبِ ضرورت موقع بہ موقع پیر بدلتے رہتے ہیں۔ بعض مرید اپنی گدی کے اسی پیر سے زیادہ تعلقات بنا کے رکھتے ہیں جس سے وقتاً فوقتاً اپنے مفادات حاصل کیے جاسکیں۔ بعض مرید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مقصدِ حیات اپنے پیر کی نظر میں دوسرے پیر بھائیوں کی حیثیت کو گرانا اور اپنی حیثیت کو بڑھانا ہوتا ہے اور اس کے لیے شکایات کی ایک بہت بڑی پوٹلی ہر وقت ان کے ساتھ رہتی ہے۔ بعض مرید جب چہرے پہ داڑھی اور سر پہ پگڑی سجا لیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مفتی اعظم پاکستان سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، اب ان کے نزدیک بڑے بڑے شیوخ الحدیث والتفسیر بھی کسی شمار میں نہیں ہوتے، آسمان کے نیچے بس ایک وہ ہوتے ہیں اور دوسرا ان کا پیر۔ چونکہ آج کل بعض پیروں نے خلافت کی منڈی بھی لگا رکھی ہے لہٰذا بہت سے بندگانِ نفس ایسے ہی پیروں کو ترجیح دیتے ہیں اور چند روز میں خلافت حاصل کر کے سارے غوثوں قطبوں کے سردار بن جاتے ہیں۔ پیرانِ باصفا کی تربیت اور کاروباری مولویوں کے نصیحت کی بناء پر سب مریدوں کے نزدیک ان کے پیر کی بات حرفِ آخر اور پتھر پہ لکیر ہوتی ہے بلکہ پیر کا ایک اشارہ بھی وحی جتنی طاقت رکھتا ہے لہٰذا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی پیر صاحب کے اقوالِ زریں کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا، ورنہ وہ بڑا بے ادب، جھوٹا اور گستاخ کہلائے گا۔ کچھ مرید اپنے پیر کا مرید ہونے کو حافظ وقاری ہونے سے بھی زیادہ باعثِ فضیلت سمجھتے ہیں اور اس طرح کلام اللہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کچھ مرید جو احکامِ شریعت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے وہ پیر صاحب کی خدمت میں آئے روز کی حاضریاں لگوا کر جنت کی بکنگ کرواتے ہیں۔ تقریباً ہر پیر کا مرید دوسرے پیر کی خرابیاں اور اپنے پیر کی خوبیاں بیان کر کے اس کا مرید ہو جانے کا درس دیتا پھرتا ہے۔ اپنے پیر کی نسبت کو ہر کسی کے نام کے ساتھ لگاتے پھرنا گویا بہت

بڑی نیکی اور خدمت دین سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک پیر کا مرید کسی دوسرے پیر کی تعریف کردے تو اسے فوراً راندۂ درگاہ قرار دے دیا جاتا ہے۔

پیروں کی جائیدادیں اور تعلقات: سینکڑوں ہزاروں مربع زمینیں، وسیع وعریض کاروبار، کروڑوں اربوں کے بینک بیلنس، مہنگی ترین گاڑیاں، مہنگے ترین علاقوں میں محلات اور کوٹھیاں، فائیو سٹارز ہوٹلوں کے کھانے، شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ، سیاست کی آنیاں جانیاں، اعلیٰ سطح کے حکومتی وغیر حکومتی تعلقات، امیر ترین خانوادوں اور خاندانوں میں رشتے، ایسی سہولیات و تعیشات کہ بڑے بڑے وزیر بھی دیکھ کر رشک سے مرجائیں۔ کسی بھی حکومت کو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا بیشک وہ یزید کی حکومت ہی کیوں نہ ہو۔ ہر آنے والی نئی حکومت سراً وعلانیۃً ان کی آشیرباد حاصل کرتی ہے۔ انہیں مختلف عہدوں سے نوازا جاتا ہے، وزارتیں پیش کی جاتی ہیں، کانفرنسوں میں مہمانِ خصوصی بنایا جاتا ہے، غیر ملکی دورے کروائے جاتے ہیں، بیش بہا تحائف دیے جاتے ہیں، بوقت ضرورت خزانوں کے منہ ان کیلئے کھول دیے جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی زبان پر یہی وظیفہ ہوتا ہے، نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ــــ ان کا پیٹ یہی صدائیں دیتا ہے شکم فقیر اس تغار خدا ہر چہ آید فنا درفنا ــــ ان کا سمندر سے بھی زیادہ ڈونگا دل پکار پکار کر یہی کہتا ہے **ھل من مزید، ھل من مزید۔**

اس کے علاوہ شخصی نذرانوں کی فتوحات علیحدہ ہوتی ہیں۔ دائیں بائیں، اوپر نیچے، آگے پیچھے سے یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ صبح وشام، دن رات، آج کل اور ہفتے مہینے کی اس کے لیے کوئی تخصیص نہیں ہوتی۔ یہ محاورہ کسی اہل دانش نے اسی موقع کے لیے کہا ہوگا: ''تسی اساڈے گھر آؤ گے تے کی لے کے آؤ گے، تسی اساڈے گھروں جاؤ گے تے کی دے کے جاؤ گے۔'' اگر آپ صرف ایک چھوٹے سے علاقائی پیر کی ماہانہ آمدنی کا جائزہ لیں تو وہ ایک لاکھ سے زائد بنتی ہے پھر بڑے بڑے پیروں کی بے حساب آمدنیوں کا اندازہ کون سا اکاؤنٹنٹ لگا سکتا ہے۔ صاحب بہار شریعت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورے کرتے ہیں اور طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جن کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بہت سے پیر ایسے بھی ہیں جو اس کے لیے جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں یہ (سب) ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، ج:۲،ص:۶۷۰، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور) ــــ علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ بعض پیر کمانے کی طاقت رکھتے ہیں مگر وہ سارا دن اپنے آستانوں پر لوگوں سے خیرات وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان کا دھیان ہر وقت اس طرف لگا رہتا ہے کہ کوئی عقیدت مند ابھی آئے گا اور نذرانہ پیش کرے گا۔ حالانکہ شریعت کا واضح مسئلہ ہے کہ غنی اور قوی شخص کے لیے خیرات لینا جائز نہیں (کہ یہ بھیک ہے) (تلبیس ابلیس، ص:۳۳۱، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔ بہر حال پیری مریدی ایک خالصتاً نفع بخش کاروبار اور بہترین ذریعۂ روزگار ہے۔ اس میں خسارے کا سودا بالکل نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص پیر بن کے بیٹھ جائے اس کی جگی کا خرچہ بغیر کسی محنت کے بیٹھے بٹھائے چلتا رہتا ہے۔ بلکہ مرید آسامیاں پھنسانے کے لیے لنگر کے پیسے بھی وافر مقدار میں ملتے رہتے ہیں۔ اسی لیے اقبال نے کہا تھا: ؏ نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا۔

پیر بننے کے چند نسخے: یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اتنا منافع بخش کاروبار یقیناً بڑی محنتوں اور مشقتوں کے بعد ہی چلتا ہوگا، نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہوں گے اور کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑتی ہوگی۔ ارے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں! پیر بننا اس دنیا

کا آسان ترین کام ہے۔ اگر آپ کسی پیر خاندان یا سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر تو آپ بنے بنائے سکہ بند پیر ہیں، آپ کے پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ـــ پیری مریدی آپ کا خاندانی اور موروثی حق ہے، جسے کوئی مائی کا لعل بھی آپ سے چھین نہیں سکتا، ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے ـــ اگر ایسا نہیں ہے اور آپ تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا جانتے ہیں تو پھر بازار سے عامل بنانے والی تعویذات کی کوئی کتاب خرید لیں اور دم درود جھاڑ پھونک کا سلسلہ شروع کر دیں۔ آپ کا یہ کاروبار برق رفتاری سے ترقی کرے گا، راتوں رات آپ کا نام پیرانِ عظام کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا اور چند ہی دنوں بعد جہلاء کرام آپ کی دست بوسی کے لیے ایک دوسرے کو دھکے دے رہے ہوں گے۔ اگر یہ بھی نہیں تو کوئی ایسا شیخ طریقت ڈھونڈ لیجیے جو پانچ سات سبقوں کے بعد آپ کو خلافت دے ڈالے تب بھی آپ وہ القاب و مراتب حاصل کر لیں گے جن کا بڑے بڑے علماء کرام بھی تصور نہیں کر سکتے ـــ پیر بن جانے کے بعد زندگی کے وارے نیارے تو ہیں ہی، مرنے کے بعد بھی قل خوانی، چہلم، عرس، مزار، خانقاہ اور اولاد کی سرپرستی وغیرہ کے متعلق فکرمند ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، سب کچھ خود بخود (Automatically) ہوتا چلا جائے گا۔ نماز وغیرہ پڑھنے کی ضرورت تو بالکل نہیں، کوئی پوچھے تو کہہ دیجیے کہ "مدینے میں پڑھتے ہیں"۔ ـــ یہ جواب بھی ابتدائی ایام کے لیے ہے بعد میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ نماز وغیرہ تو مبتدی لوگوں کے لیے ہوتی ہے ہم جیسے منتہی لوگوں کو اس کی کیا ضرورت؟

پرہیز علاج سے بہتر ہے: ہم نے آپ کو نسخہ تو بتا دیا مگر پرہیز نہیں بتا سکے۔ یاد رکھیے! علم دین سے پرہیز بے حد ضروری ہے۔ بارہ بارہ سال محنت کرنی پڑتی ہے، دن رات ایک کرنے پڑتے ہیں، اساتذہ کی جھاڑیں سہنی پڑتی ہیں، مدرسہ کے قوانین اور نظم و ضبط کا خیال رکھنا پڑتا ہے، کھانا پینا حسب خواہش نہیں ملتا، جیب خرچ کی کمی ہوتی ہے اور امتحانات سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جب بندہ عالم بن جاتا ہے تو در در کی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ مساجد میں مقتدیوں کی خوشامد، مدارس میں مہتممین کے نخرے، تقریروں میں عوامی جذبات کا خیال، خانقاہوں میں پیروں کی تعریفیں، بازاروں میں لوگوں کے طعنے، آمدنی بھی کم، عزت بھی تھوڑی وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر کبھی آپ کو حق گوئی و بے باکی کا شوق چرا گیا تو مسجد بھی گئی، مدرسہ بھی گیا، تقریریں بھی بند، پیروں کی بددعائیں بھی ساتھ، مریدوں کے ہتھے چڑھ گئے تو مالش بھی خوب، دوسرے مسلک والے تو ویسے ہی آپ کے مخالف ہیں اپنے مسلک والے بھی جوتے ماریں گے۔ کسی دانشور نے کہا تھا دوستوں سے تم مجھے بچا لو دشمنوں سے میں خود نمٹ لوں گا ـــ اور اگر آپ درس و تدریس سے وابستہ ہیں تو جن شاگردوں کو آپ دس دس سال پڑھائیں گے اگر وہ کسی کے مرید ہو گئے تو آپ سے حاصل کی ہوئی ساری تعلیم کے متعلق برملا کہتے پھریں گے کہ یہ سب کچھ میرے پیر کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ آپ کے پاس بھول کر بھی نہیں آئیں گے مگر پیر کے در پر آئے روز کی حاضریاں لگوائیں گے۔ آپ کی دعا میں کوئی اثر نہ پائیں گے مگر پیر کی دعا ایک دم اکسیر ہو گی۔ نذرانے پیش کریں گے تو پیر کی خدمت میں، آپ سے الٹا کچھ کھا پی کے جائیں گے۔ دعوت کریں گے تو آپ کو مفت بلانا بھی پسند نہیں کریں گے مگر پیر کو سپیشل پروٹوکول کے ساتھ بلائیں گے۔ اگر آپ اور پیر صاحب کبھی اکٹھے ہو گئے تو پہلے پیر کے قدموں کو چومیں گے پھر آپ سے ہاتھ ملائیں گے۔ جس پیر نے ساری عمر سوائے حاضریوں کے کچھ نہیں دیا اور ہزاروں روپے سمیٹتا رہا ہے اس کو بہترین نشست پہ بٹھائیں گے اور آپ جو کہ ساری عمر مغز ماری کرتے رہے ہیں اور تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر ایک مقام پہ لا کھڑا کیا ان کو پیر

صاحب کے قدموں میں بٹھائیں گے۔ سٹیج پر پیر صاحب کے لیے خاص انتظام کیا جائے گا اور آپ کو صرف بیٹھنے کی جگہ مل جائے تو بھی غنیمت ہے۔ پیر کا کتا کہلانے میں بھی فخر محسوس کریں گے اور آپ کا شاگرد کہلانے میں بھی عار محسوس کریں گے۔ یہ سب تو وفادار شاگرد کی پھرتیاں تھیں اور اگر خدانخواستہ آپ کا شاگرد غدار نکلا تو پھر؟؟؟ لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ پیری مریدی کا پیشہ اختیار کریں اپنوں غیروں سب کی آنکھوں کا تارا بن جائیں گے۔ بڑے بڑے وزیر و مشیر اور دولتمند آپ کے قدموں میں بیٹھیں گے۔

لمحۂ فکریہ: جو کچھ بیان ہوا یہ آٹے میں نمک برابر تھا۔ اگر ہم تفصیلات میں جائیں تو ایک سو ضخیم جلدوں پر مشتمل عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا تیار ہو سکتا ہے — آج جو کچھ ان نام نہاد کاروباری پیروں اور نعت خوانوں کے پاس ہے سارا کا سارا سادہ لوح عوام اہلِ سنت کا ہے، اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے ذاتی استعمال میں ہے۔ مسلک کو اس کا ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہے۔ جو کچھ انہیں دیا گیا تھا وہ مسلک کی کامیابی، دین کی سربلندی اور علم و عمل کی ترقی کی نیت سے دیا گیا تھا مگر اب جبکہ یہ آشکارا ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دین و مسلک کی خدمت کی بجائے شکم پروری کا کام کر رہے تو انہیں یا تو مسلک اہلِ سنت و جماعت سے کلیتاً دست بردار ہو جانا چاہیے یا پھر یہ لوگ مریدوں سے کمائی ہوئی اپنی تمام جمع پونجی مسلک کے ذمہ داران کے پاس جمع کرائیں اور اس کو حسبِ ضرورت مسلک کی ترقی کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو پھر علماء حق کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان مقدس کاروباریوں کا مکمل احتساب کریں — یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کی عزت، عظمت، مال و دولت سب کچھ علماء کرام کی وجہ سے ہے۔ آج بھی اگر علماء کرام ان کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں اور عوام کو حقائق سے آگاہ کرنا شروع کر دیں تو ان کاروباریوں کے تمام پلازے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی طرح دھڑام سے زمین پر آ گریں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مسلک، علم اور عمل کا نام ہے ان کاروباریوں کا تقدس برقرار رکھنے کا نام نہیں ہے۔ یہ تو وہی لوگ ہیں جن کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بد باطن اور بد عقیدہ لوگوں کو مسلک حق پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل رہا ہے۔ ع بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے۔

حق پرستو! اٹھو اور ان استحصالیوں کا خاتمہ کر دو اس سے پہلے کہ یہ تمہارا اور تمہارے سچے مسلک کا خاتمہ کر دیں۔ بلکہ عملاً ایسا ہو چکا ہے، علماء حق کا وجود ناپید ہوتا جا رہا ہے، کاروباری پیر اور نعت خوان روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اہلِ سنت کی تمام دولت انہی لوگوں کے ہاتھوں میں گروی ہے، جس کے سبب مسلک کے سچے محافظ دینی مدارس کا معاشی قتل عام ہو چکا ہے۔ مزید برآں ان لوگوں کی منظم سازش کے نتیجہ میں اب لوگوں کا علماء حق سے بھی اعتماد اٹھ چکا ہے اور ان کی سرِعام تذلیل کی جا رہی ہے۔ راقم الحروف کو خود ایک جاہل پیر نے کہا کہ "جو مسئلہ ہم بتا دیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو پتھر پہ لکیر ہوتا ہے، اب کوئی بڑے سے بڑا مفتی بھی صحیح مسئلہ بتائے تو مرید کو اس پر یقین نہیں آئے گا۔" دیگر مسلکوں میں صرف اور صرف علماء کو اہمیت حاصل ہے۔ ان کیلئے سب کچھ ان کا عالم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مدرسین کی تنخواہیں ستر ستر ہزار تک بھی ہوتی ہیں۔ مگر ہمارے مسلک میں سب کچھ کاروباری پیر اور نعت خوان بنے بیٹھے ہیں اور مدرسین بے چارے انتہائی مفلوک الحال ہیں۔ دیگر مسلک والوں سے جب حکومت نے کوئی بات کرنی ہوتی ہے تو ان کے نمائندے ان کے علماء ہوتے ہیں جو اپنے مدارس کے لیے مفادات حاصل کرتے ہیں، جس کا فائدہ ظاہر ہے کہ ان کے مسلک کو ہوتا ہے جبکہ ہمارے نمائندے ہمارے پیر ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ حکومت

سے لوٹتے ہیں اس کا فائدہ خالصتاً انہیں اور ان کے خاندانوں کو ہوتا ہے۔ دوسرے مسلک والوں کی ساری دولت درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ پر صرف ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبوں کے صوبے اور علاقوں کے علاقے ان کے زیرِ تسلط آتے چلے جا رہے ہیں اور ایسے تمام مقامات سے جب سچے مسلک کا صفایا کیا جاتا ہے تو یہ پیر لوگ تو اپنی جائدادیں سمیٹ کر دوسرے علاقوں کو سدھار جاتے ہیں اور مسلک کی بقاء کی جنگ پھر انہی علماء کو لڑنی پڑتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ علماء کرام اپنے مقام کو پہچانیں اور اس کا تحفظ کریں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جب وقت تھوڑا ہو تو سنتیں اور نفلیں چھوڑ دینی پڑتی ہیں اور فقط فرض ادا کیے جاتے ہیں۔ علم دین کا حصول فرض ہے اور باقی محفلیں وغیرہ زیادہ سے زیادہ مستحبات میں شامل ہیں۔ اس دورِ زوال میں اب مستحبات کا وقت نہیں رہا۔ جتنی جلدی ہو سکے علم کا فرض ادا کیا جائے، جگہ جگہ مدارس کھولے جائیں اور سابقہ صحیح دینی کام کرنے والے مدارس کو مضبوط کیا جائے۔ ایک محفل کا فائدہ زیادہ سے زیادہ چند دنوں کا ہوتا ہے مگر ایک مدرسہ صدیوں تک اپنی روشنی پھیلاتا رہتا ہے۔ اگر جگہ جگہ دینی مدارس قائم کر دیے جائیں تو روشنی کا ایسا سیلاب آئے گا کہ اندھیروں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

مشورہ: جماعت اہل سنت کو چاہیے کہ وہ ایک ایسا ادارہ تشکیل دے جس سے ان پیرانِ عظام کی فہرست جاری کی جائے جو جامع شرائط ہیں اور بیعت لینے کے مجاز ہیں۔ جب تک یہ ادارہ کسی پیر صاحب کو مستند قرار نہ دے عوامِ اہل سنت کو ان کی بیعت سے روک دیا جائے۔ ورنہ یہ لوگ جماعت کی رسوائی کا سبب بنتے رہیں گے۔ ☆☆

بزرگانِ دین کے عرسوں پر میلوں ٹھیلوں کا عذاب

آج کل، ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مزارات مقدسہ پر جس طرح کے ایمان سوز میلے ٹھیلے منعقد کیے جاتے ہیں اور ان میں ہمہ قسم کی دھما چوکڑی مچائی جاتی ہے، علماء اہل سنت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے میلوں پر جانے سے سختی کے ساتھ روکیں۔ یہ میلے ٹھیلے جہاں "مزارات" کی سخت بے حرمتی کا سبب ہیں وہاں ان سے "اہل سنت" کی بھی شدید بدنامی ہو رہی ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ ہمارے علماء و فقہاء اور خطباء و مقررین کے قلم اور زبانیں اس سلسلے میں اپنا "اجتماعی کردار" ادا کرنے سے کیوں عاجز آ گئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عرس کی محفل منعقد کرنا شرعی طور پر ایک جائز کام ہے جس سے بہت سے دینی مصالح اور شرعی فوائد وابستہ ہیں، لیکن عرسوں کی آڑ میں فواحش و منکرات کا بازار گرم کرنا، جوا کھیلنا، شراب پینا، سرکسیں منعقد کرنا، خسروں کا ناچنا، کتے اور ریچھ لڑانا، نیم عریاں ملکی و غیر ملکی عورتوں کا رقص کرنا، کان پھاڑنے والی آوازوں کے ساتھ سارے شہر میں گانوں کا گونجنا، بدکاری و حرام کاری کی دعوتوں کا عام ہونا، کیا یہ بھی کوئی عرس کا حصہ ہیں؟ یا پھر عرس کے دنوں میں یہ گندے اور غلیظ کام جائز ہو جاتے ہیں؟ —— حقیقت یہ ہے کہ آج مزارات کے زیرِ سایہ ان تمام بدکاریوں کو دینی جواز فراہم کر دیا گیا ہے اور جاہل لوگ ان خبیث کاموں کو کارِ ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ یہ میلے ٹھیلے جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ غنڈے، لوفر، بدمعاش، چور، اچکے، زانی، قاتل، ڈاکو، لوطی، مراثی، جواری، شرابی غرضیکہ دنیا بھر کے ذلیل ترین اور ننگ انسانیت لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ پر ہر وہ بدترین کام ڈنکے کی چوٹ پر ہوتا ہے جس سے انسانیت منہ چھپائے پھرتی

ہے اور اسلام کا سر عام جنازہ اٹھ رہا ہوتا ہے۔ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

بدمذہبوں سے ہمارا اختلاف اس بنیاد پر نہیں، کہ یہ گندے کام بھی جائز ہیں۔ ان سے تو ہمارا اختلاف اس وجہ سے ہے کہ وہ مطلقاً عرس کو ہی ناجائز قرار دیتے ہیں اور مزارات سے حصول فیض کے ہی مخالف ہیں۔۔ بدمذہب لوگ اگر یہ کہیں کہ انہی گندے کاموں کی وجہ سے ہم نے اعراس اور مزارات پر حاضری کو حرام قرار دیا ہے، تو یہ ان کی بہت بڑی زیادتی اور کج فہمی ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک خالصتاً جائز کام کو بھی غلط قرار دے دیا گیا جبکہ ناجائز کام بھی جاری وساری رہا۔ یقیناً یہ بہت بڑی حماقت ہے۔

مزید برآں ان میلوں ٹھیلوں کو مسلک اہل سنت کے سر تھوپنا بھی ایک جاہلانہ اور شیطانی حرکت ہے، کیونکہ علماء اہلسنت انہیں کل بھی حرام قرار دیتے تھے اور آج بھی حرام قرار دیتے ہیں (یہ مضمون بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے)۔ ہم میلوں کی ان تمام غیر شرعی رسوم وروایات سے کلیتاً بے زاری کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن ناجائز کاموں کو دیکھ کر جائز کاموں کو بھی ناجائز قرار دے دینا بھلا کہاں کی عقل مندی ہے۔ اس طرح تو آپ، لوگوں کو کعبہ سے بھی روکنا شروع کر دیں گے کہ غلط کار لوگ وہاں بھی اپنی بداعمالیوں سے باز نہیں آتے۔ پھر تو آپ شادی کو بھی ناجائز قرار دے دیں گے کہ وہاں بھی گناہوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ میلے ٹھیلے منعقد کرنا اگر عملی جہالت ہے تو عرسوں کو ناجائز قرار دینا علمی جہالت ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر ناجائز سے روکیے اور جائز کو جائز رہنے دیجئے۔

خیر! آمدم برسر مطلب، ان میلوں ٹھیلوں کا نہ تو کوئی دینی وشرعی جواز ہے اور نہ ہی قانونی واخلاقی۔ یہ چھوٹے اور بڑے بڑے ہزاروں میلے ظلم ہی ظلم اور جرم ہی جرم ہیں۔ ان سے رکنا اور روکنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ خاص طور پر یہ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، ان اسلام کش اور دین دشمن میلوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں اور اپنی تمام تر علمی وعملی توانائیوں کے ساتھ انہیں رکوا کر ہی دم لیں۔ اگر علماء کرام نے اجتماعی طور پر اپنا یہ فرض ادا نہ کیا تو پھر وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لیے تیار ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو غلط کام کو دیکھے اور اس سے نہ روکے تو وہ گونگا شیطان ہے۔ ہمارے بہت سے خطباء ومقررین جو علم وعمل سے کورے ہوتے ہیں اور فقط ڈسر گر کی بناء پر عوام میں اپنا اثر ورسوخ قائم کر لیتے ہیں۔ میلوں ٹھیلوں کے اس جرم میں وہ بھی برابر کے شریک ہیں، کیونکہ وہی ان میلوں پہ جا کر تقریریں کرتے ہیں اور عوام کی صحیح تربیت کرنے کی بجائے انہیں لطیفے چٹکلے سناتے رہتے ہیں۔ نیز انہیں یہ حق ہی کس نے دیا ہے کہ وہ عوام کو وعظ سنائیں جبکہ ان کا وعظ کرنا ہی شریعت میں حرام ہے۔ وعظ کرنے کے لیے آدمی کا مستند عالم ہونا ضروری ہے۔ جو نہ صرف یہ کہ "شہادۃ العالمیہ" پاس ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ علم دین پر "کامل عبور" بھی رکھتا ہو۔

سجادہ نشینوں کے ٹھیکے: یہ سن کر ہی آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے کہ وہ نااہل کاروباری پیر جنہیں بزرگوں کی گدیاں وراثت میں ملی ہیں۔ (یعنی، زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن) یہ لوگ سالانہ عرسوں کے موقع پر میلوں ٹھیلوں کے ذریعے بہت بڑا بزنس کرتے ہیں۔ اور سال بھر کا خرچہ دو چار دنوں میں ہی جمع کر لیتے ہیں۔۔ اسلام کو بڑی بے دردی سے ذبح کرنے والی سرکسوں کی بدقماش انتظامیہ انہیں لاکھوں روپے کا ٹھیکہ فراہم کرتی ہے، جس سے سجادہ نشین اور اس کا خاندان اپنی تجوریاں بھرتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول ﷺ کے دین کو بیچ کھاتے ہیں۔

یہی شیخ حرم جو چرا کے بیچ کھاتا ہے — گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

یہ سجادہ نشین اور مجاور لوگ، جہلاء سے پیسے بٹورنے کے لیے نت نئے ڈھونگ رچاتے رہتے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بہشتی دروازہ کو دیکھ کر انہوں نے بھی بہشتی موریاں اور جنتی کھڑکیاں کھول ڈالی ہیں۔ جہاں سے یہ لوگ، رقمیں بٹور بٹور کر جہلاء کو جنت میں داخل کرتے ہیں۔ ان ظالم اور خونخوار درندوں نے مسلک اہل سنت کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے اور اسے زمانے بھر میں کہیں منہ دکھانے کا نہیں چھوڑا۔ یہ ننگ زمانہ خانوادے اور اسلام دشمن پیر خانے اپنی سرپرستی میں شراب و شباب، رقص و سرود، ناچ گانے اور عریانی و فحاشی کو فروغ دے کر دین مصطفی ﷺ کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ اہل سنت کا فرض ہے کہ وہ ان خونخوار درندوں کے دست جفا کیش کو توڑ ڈالیں اور انہیں ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کریں کہ ان کے انجر پنجر ہل کے رہ جائیں۔ تمام مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے کہ وہ میلوں ٹھیلوں اور ان کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف علم جہاد بلند کریں اور یزیدیت کے اس طوفان بلاخیز کے سامنے سد سکندری بن کر رسم شبیری اداء کریں۔ یقین جانیے! اگر ہم نے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا نہ کیا تو خدا کی قسم بروز قیامت ہمیں بھی ان کاروباری پیروں سمیت جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ آج بدمذہب اور بدعقیدہ لوگ، ملت کے نوجوانوں کو اپنے ساتھ لے جا لے جا کر ان میلوں ٹھیلوں کے حیا باختہ اور اخلاق سوز مناظر دکھاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ”دیکھو! یہ ہے مسلک اہل سنت“۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سادہ لوح نوجوان ہم سے ٹوٹ ٹوٹ کر دھڑا دھڑ ان بدمذہبوں میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں (حالانکہ اسے مسلک اہل سنت قرار دینا خالصتاً تلبیسی اور ابلیسی حرکت ہے۔ ہم ببانگ دھل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ان میلوں ٹھیلوں سے مسلک اہل سنت کا کوئی تعلق نہیں)۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان میلوں ٹھیلوں پر آنے والے ”سنی لوگ“ ہی تو ہوتے ہیں تو ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ **لیس علینا فی الامیین سبیل** . یہ ہمارا مسلک ہرگز نہیں ہے بلکہ جہلاء کی جاہلانہ حرکت ہے اور ایسے جہلاء کی آپ کے ہاں بھی کوئی کمی نہیں۔ مزید برآں ہمارے ساتھ یہ سب کچھ ہمارے جہلاء نے کیا ہے اور آپ کو آپ کے علماء نے تباہ کیا ہے۔ فرق صاف ظاہر ہے۔

خانقاہوں کا حقیقی تصور: اسلام میں خانقاہی نظام کا جو تصور ہمیں قرون اولیٰ میں ملتا ہے وہ تو در حقیقت تلاوت آیات، تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب و حکمت پر مبنی ایک تربیتی ادارہ کا تصور ہے۔ ایک ایسا ادارہ جہاں سے گمراہ لوگوں کو نور ہدایت نصیب ہو، گنہ گاروں کو توبہ کی توفیق ملے، سیہ کاروں کو روشنی کی کرن نظر آئے۔ عصیاں شعاروں کو ذوق عبادت نصیب ہو۔ جبکہ مروجہ نام نہاد خانقاہوں میں تو چکر ہی الٹ چل رہا ہے۔ یہاں تو جہالت کو فروغ ملتا ہے، انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے، شرفاء کی پگڑی اچھالی جاتی ہے، غرباء کی جیبیں کاٹی جاتی ہیں، علم و عمل کا مذاق اڑایا جاتا ہے، روحوں کو داغدار کیا جاتا ہے، دلوں کو سیاہ کیا جاتا ہے، ظلمتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے، اندھیروں کو سلامی پیش کی جاتی ہے، دولت کی پوجا کی جاتی ہے، وڈیروں کی عزت کی جاتی ہے، علماء کی تحقیر کی جاتی ہے، بدمعاشوں کی سرپرستی کی جاتی ہے، ظلم و تعدی کا بازار گرم کیا جاتا ہے۔ ان کے میلوں ٹھیلوں سے ایسی سڑانڈ اٹھتی ہے کہ کسی سمجھدار آدمی کے لیے وہاں ایک لمحہ ٹھہر جانا بھی محال نظر آتا ہے۔ ہے کوئی چشم بینا جوان معاملات کی طرف بھی توجہ کرے؟ ہے کوئی دل دردمند جوان خرابیوں کے خاتمہ کے لیے بھی مضطرب ہو۔

آج کل کے زمانہ میں حقیقی خانقاہیں اہلسنت کے وہ **دینی مدارس** ہیں جہاں قوم کے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے انہیں نماز وروزہ کا پابند، علم وتحقیق کا خوگر اور نظام مصطفی ﷺ کے لیے جدوجہد کا پیکر بنایا جاتا ہے۔ یہ ہمارا بنیادی فرض ہے کہ ہم ان میلوں ٹھیلوں کو ملیامیٹ کر کے اپنے دینی مدارس کی سرپرستی کریں۔ علماء اہلسنت سے رابطہ بحال کریں، طلباء کرام کو ہر طرح کی آسائش مہیا کریں۔ مدرسین کے لئے تنخواہوں کا خاطر خواہ انتظام کریں، تاکہ حقیقی خانقاہی نظام کا دوبارہ احیاء ہو سکے۔ ورنہ مروجہ کاروباری خانقاہوں سے خیر کی توقع رکھنا بیل سے دودھ کی امید رکھنے کے مترادف ہے۔

مزارات کے گلے اور صندوقچے: یہ ایک عجیب ترین بات ہے کہ مزارات اور خانقاہوں کے دروازوں پر بڑے بڑے گلے اور صندوقچے رکھے ہوتے ہیں۔ جہاں بڑے ہی بداطوار قسم کے مجاور.... زائرین کی آمد پر ان گلوں کو کھڑکھڑا کر نذرانہ طلب کرتے ہیں۔ جس پر جاہل اور احمق قسم کے لوگ ان گلوں میں ہزاروں روپے ڈال جاتے ہیں۔ بعد میں یہ پیسے یا تو محکمہ اوقاف والے اٹھا کر لے جاتے ہیں یا پھر سجادہ نشین صاحبان ان سے گلچھرے اڑاتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان پیسوں کا مصرف سوائے عیاشی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تمام اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ جاہل لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کریں کہ گلوں میں ڈالے ہوئے ان کے پیسے دراصل افسروں اور سجادہ نشینوں کے پیٹوں کا جہنم بھرنے کے کام آتے ہیں، ان پیسوں سے "جہلاء" کو کسی قسم کا کوئی فائدہ ہرگز نہیں ملتا، نہ ہی دنیوی نہ ہی اخروی بلکہ الٹا دونوں جہانوں کا خسارہ ہوتا ہے۔ دنیا کا اس لیے کہ وہی پیسے جو انہوں نے گلے میں ڈالے وہ ان کے اہل خانہ یا دیگر امور خیر کے کام آجاتے جو نہ آسکے۔ اخروی اس لحاظ سے کہ ان کے یہ پیسے ناجائز کاموں میں صرف ہوتے ہیں۔ اس طرح ناجائز کاموں میں ان کا حصہ بھی شامل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا قیامت کے دن غلط کار افسروں اور سجادہ نشینوں کے ساتھ ان کا بھی مواخذہ ہوگا۔ اس لیے ان گلوں میں پیسے ڈالنے کی بجائے انہیں راہ خدا میں صرف کیا جائے اور خاص طور پر اہل سنت کے **مدارس** کو مضبوط کیا جائے۔

منافقانہ طرز عمل: بعض اعراس کے موقع پر یہ عجیب سلسلہ ہوتا ہے کہ اندر حسینیت پھول بکھیر رہی ہوتی ہے اور باہر یزیدیت انگارے برسا رہی ہوتی ہے۔ اندر مولانا وعظ فرما رہے ہوتے ہیں اور باہر شیطان اچھل کود رہا ہوتا ہے۔ اندر ۲۰ افراد ذکر ودرود میں مشغول ہوتے ہیں اور باہر ہزاروں افراد رقص ابلیس میں معروف ہوتے ہیں۔ اندر مزارات کو بوسے دیئے جارہے ہوتے ہیں اور باہر بے حیائی کو چوما جارہا ہوتا ہے۔ یقیناً ان میلوں کے زائرین جب واپس جاتے ہوں گے تو احباب کو اس طرح کی رپورٹ دیتے ہوں گے۔

کعبہ کا حج بھی کیا گنگا کا اشنان بھی
اللہ بھی خوش رہے راضی رہے شیطان بھی

یہ منافقانہ طرز عمل آخر کب تک جاری رہے گا اور اس کے خلاف آخر کون آواز بلند کرے گا؟ اے دانشوران اسلام! اگر آپ نے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا نہ کیا اور یہ کام اسی طرح چلتا رہا تو پھر تیار ہوجایئے اس وقت کے لیے جب ہمارے گریبان چاک اور دامن تار تار ہو رہے ہوں لیکن کوئی بھی شخص ہمارے سروں پہ دست شفقت رکھنے والا نہ ہو۔۔۔ اے خطباء کرام! ٹھوک دیجئے ان نذرانوں کو جو میلوں ٹھیلوں کی سرپرستی کے عوض آپ کو ملتے ہیں، خم ٹھونک کر میدان عمل میں آجایئے اور جب تک ان میلوں کا سلسلہ بند نہیں ہوجاتا اس وقت تک چین کی نیند ہرگز نہ سویئے۔

غیر اسلامی رسمیں: ان مزارات کے میلوں ٹھیلوں میں جہاں دیگر امور میں دین مصطفی ﷺ کا تماشا بنایا جاتا ہے وہاں جاہل لوگوں کو بہت سی غیر اسلامی رسموں کا خوگر بھی بنایا جاتا ہے۔ لوگ ان ناجائز رسموں کو دنیا و آخرت کی بھلائی سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں اور حالانکہ ان کاموں میں دونوں جہانوں کا خسارہ ہوتا ہے۔ ایسی بہت سی رسموں میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۞ کئی مزارات پر جاہل لوگ قبر کا طواف یا سجدہ کرتے نظر آتے ہیں، یہ قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ ۞ شیرینی ہاتھوں میں دینے کی بجائے اسے پھینکا جاتا ہے۔ لوگ شور وغل کرتے ہوئے اس پر بھوکوں کی طرح جھپٹتے ہیں، یہ بھی بالکل ناجائز کام ہے۔ ۞ بعض لوگ مزارات کے قریب درختوں کے متعلق طرح طرح کے توہمات کا شکار ہوتے ہیں اور ان کے متعلق کئی قسم کے خود ساختہ عقائد و نظریات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہ بھی قطعاً باطل ہے۔ بعض لوگ کچھ درختوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہاں مقدس روحیں رہتی ہیں اور ان درختوں کی بے حد تعظیم کرتے ہیں، یہ سب خرافات اور واہیات باتیں ہیں۔ ۞ بعض لوگ جھوٹی قبریں بنا کر ان پہ اعراس کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں اس کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں "جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:۴، ص:۱۱۶) ۞ بعض جہلاء میں دستور ہے کہ وہ بچے کے سر پر اولیاء کے نام کی چوٹی رکھتے ہیں یہ محض بے بنیاد اور غیر شرعی کام ہے۔ ۞ اکثر مزارات پر عورتیں کئی کئی دن آ کر رہائش اختیار کر لیتی ہیں اور اس کو "منت کا پورا کرنا" قرار دیتی ہیں۔ یہ سب شیطانی عمل ہے اور اس کے سبب عورتیں لعنت خدا کی مستحق قرار پاتی ہیں اس سلسلے کو فوراً سے پیشتر بند کرنا ضروری ہے۔ ۞ مزارات پر تبرک باٹنا ایک جائز امر ہے مگر تبرک کے ساتھ طرح طرح کی خود ساختہ حدود و قیود کو لازم کر دینا مثلاً یہ تبرک فلاں فلاں نہیں کھا سکتے یا تبرک کھانے سے فلاں فلاں نتیجہ برآمد ہونا یقینی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس کی بھی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ ۞ بعض لوگ مزارات کے لیے بڑی بڑی رنگین و منقش چادریں تیار کرتے ہیں اور پھر جلوس کی صورت میں اچھلتے کودتے، ناچتے تھرکتے ان کو لے کر روانہ ہوتے ہیں اور ان میں پیسے وغیرہ ڈالتے جاتے ہیں یہ سب بھی بے فائدہ بے مقصد لایعنی اور لغو کام ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے۔ (مزارات پر صرف ایک چادر ڈالنے کی گنجائش ہے) ۞ بعض مزارات پر جہلاء باقاعدہ رقص کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور اسی طرح کے بہت سی واہی تباہی امور سرانجام دیتے ہیں، یہ بھی سخت گناہ کے کام ہیں۔ ۞ بعض مزارات پر گھوڑوں وغیرہ کے مجسمے رکھے جاتے ہیں اور ان کے متعلق بہت سے باطل عقائد و نظریات وضع کیے جاتے ہیں یہ بالکل ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ ۞ مزارات پر عورتوں اور مردوں کا خوب اختلاط ہوتا ہے اور دنیا جہاں کے کمینے وہاں اکٹھے ہو کر ہر طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان تمام غیر شرعی امور کے خلاف سربکف ہو جائیں۔ ۞ بعض جہلاء، پیروں کی تصویریں اپنی دکانوں اور گھروں میں تعظیماً لٹکاتے اور رکھتے ہیں۔ انہیں پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور چومتے چاٹتے ہیں۔ یہ سب کام بھی قطعی طور پر ناجائز ہیں۔ ایسے جاہلوں کو ان باطل امور سے روکنا ہمارا فرض ہے۔

نوٹ: ہم ایک مرتبہ پھر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ! یہاں مزارات کے دشمنوں کا یہ کہنا کہ ایسے ہی کاموں کی وجہ سے ہم لوگوں کو مزارات پر جانے سے منع کرتے ہیں قطعاً غلط بات ہے۔ مزارات کی حاضری ایک اچھا عمل ہے لیکن اس حاضری میں ناجائز امور کا ارتکاب ایک برا عمل

ہے۔اور بُرے عمل سے روکنا چاہیے نہ کہ اچھے عمل سے۔۔۔۔۔بہر حال مزارات پر انجام دیئے جانے والے ناجائز، فاسد اور باطل امور کے متعلق ایک بہت بڑی اور مضبوط اصلاحی تحریک کی ضرورت ہے جو انہیں ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک کرے، حاضری کے آداب کو یقینی بنائے، مزارات کا تقدس پامال کرنے والے بدترین عناصر کی سرکوبی کرے اور اس سلسلہ میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرے۔یقین جانیے! یہ دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی نے منت مانی کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ فلاں بزرگ کے مزار پر مٹھائی بانٹے گا یا دیگ چڑھائے گا۔یا ایصال ثواب کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح کرے گا تو اس پر لازم نہیں کہ وہ مزار پر ہی جا کر یہ کام سرانجام دے۔ایصال ثواب کے لیے یہ کام کہیں بھی سرانجام دیے جاسکتے ہیں۔خواہ اپنے گھر میں کرلے یا مزار پر جا کر۔

بیعت کی شرعی حیثیت و مسائل

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر صالحین کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کا راستہ ترک کرنے کو غلط قرار دیا گیا ہے۔سورہ فاتحہ میں ہے: اھد نا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیھم. (۶،۱) ''یا اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا''۔۔۔دوسرے مقام پر فرمایا یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین. (۱۱۹،۹) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل صدق (کی معیت) میں شامل رہو''۔۔۔ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ و العشی. (۲۸،۱۸) ''(اے میرے بندے) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں''۔۔۔ان آیات کے علاوہ بھی کئی آیات کریمہ میں یہ حکم موجود ہے۔

اسی طرح بہت سی احادیث بھی مذکورہ حکم کی تشریح اور تشریع کرتی ہیں مثلاً ایک حدیث پاک میں ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے 99 قتل کیے، پھر اس نے یہ پوچھنا شروع کیا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے ایک راہب (پیر یا درویش) سے یہ سوال کیا۔اس نے کہا تیری توبہ ممکن نہیں۔اس نے اس راہب کو بھی قتل کردیا۔پھر اس نے ایک عالم سے سوال کیا، عالم نے کہا کہ تمہاری توبہ میں کیا رکاوٹ ہے؟ فلاں بستی میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کررہے ہیں، تم بھی وہاں جا کر اللہ کی عبادت کرو، اور اپنے علاقہ کی طرف لوٹ کر نہ جانا کیونکہ وہ برا علاقہ ہے۔وہ شخص روانہ ہو گیا اور ابھی راستہ میں ہی تھا کہ اسے موت نے آلیا۔پھر اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہوئی۔رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ تائب ہو کر اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آیا تھا۔عذاب کے فرشتوں نے کہا، اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔پھر ایک فرشتہ ان کے پاس آدمی کی صورت میں آیا جس کو انہوں نے اپنے درمیان فیصل بنالیا۔اس نے کہا: ان دونوں زمینوں کی پیائش کرو اور جس زمین کے یہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کرو۔جب انہوں نے اس زمین کی پیائش کی تو وہ اس بستی کے قریب تھا جس کی طرف اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا۔رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے

گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زمین کو حکم دیا تھا کہ دور ہو جائے اور اِس زمین کو حکم دیا تھا کہ وہ قریب ہوئے۔ (صحیح مسلم ج2، ص359) مذکورہ نصوص سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ صالحین کے ساتھ ربط وضبط دین کی مبادیات میں سے ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ ربط وضبط کیوں ہونا چاہیے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صالحین اپنے آپ کو مکمل طور پر احکام خداوندی میں ڈھال لیتے ہیں لہٰذا وہ لوگ جو ان کے ساتھ رہیں گے وہ انہیں بھی حکم خداوندی کے مطابق احکام خداوندی میں ڈھالنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اس طرح اچھی صحبت کی وجہ سے ان پر بھی صالحیت کا رنگ چڑھ جائے گا۔۔۔۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تعلق کتنی حد تک مضبوط ہونا چاہیے؟ تو قرآن وحدیث کی تاکیدات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلق انتہائی حد تک مضبوط ہونا چاہیے کیونکہ تھوڑے بہت رابطہ سے وہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے جو شریعت مطہرہ کو مطلوب ہیں۔۔۔۔ اب سوچنا یہ ہے کہ یہ تعلق مضبوط تر کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ تو قرآن وحدیث میں اس کے لیے ایک واضح راہ دکھائی گئی ہے، جسے بیعت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیعت کا لفظی معنٰی ہے بک جانا۔ اصطلاحی لحاظ سے یہ ایک معاہدہ ہوتا ہے جس میں ایک آدمی اپنے آپ کو دین کے کسی کام کی تکمیل کے لیے دوسرے شخص کے سپرد کر دیتا ہے اور حتی المقدور اس معاہدہ کی پاسداری کرتا ہے۔

قرآن حکیم کے تصور بیعت کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کو ملاحظہ فرمائیے۔۔۔۔ (1) یاایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفرلھن اللہ ان اللہ غفور رحیم. (سورۃ:۶۰، آیت:۱۲) ’’اے نبی! جب آپ کی خدمت میں مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی جھوٹا بہتان گھڑ کر نہیں لائیں گی (یعنی اپنے شوہر کو دھوکہ دیتے ہوئے کسی غیر کے بچہ کو اپنے پیٹ سے جنا ہوا نہیں بتائیں گی) اور (کسی بھی) امر شریعت میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب فرمائیں، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے‘‘۔۔۔۔ (2) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفیٰ بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً. (سورۃ:۴۸، آیت:۱۰) ’’(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا‘‘۔۔۔۔ (3) لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً. (سورۃ:۴۸، آیت:۱۸) ’’بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ

میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے، سو جو (جذبہ صدق ووفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کرلیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح (خیبر) کا انعام عطا کیا"۔

مذکورہ آیات کریمہ سے چند باتیں معلوم ہویں۔ اور وہ یہ کہ (1) بیعت بھی ایک طرح کا معاہدہ ہے۔ (2) اگر یہ نیک کام کے لیے ہو تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ (3) اس معاہدہ کی پاسداری ضروری ہے۔ (4) حضورﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عورتوں سے بعض کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے کی بیعت لی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ سے کفار کے ساتھ جہاد کی بیعت لی جسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (5) اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کے متعلق فرمایا کہ میں ایسی بیعت کرنے والوں سے راضی ہوں۔ بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ انہوں نے براہ راست اللہ تعالیٰ کی بیعت کی ہے۔

اب چند احادیث پاک ملاحظہ ہوں۔۔۔ (1) حضورﷺ نے مکہ میں لیلۃ العقبہ کو 70 انصار سے بیعت لی جس کی ایک شرط عبادت الٰہی اور شرک سے اجتناب تھا جبکہ دوسری شرط یہ تھی کہ اپنی جان ومال کی طرح میری (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) حفاظت کرنا۔ (تفسیر کبیر ج4، ص506 بیروت)۔۔۔ (2) حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہﷺ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری اور خوشحالی و ناخوشی میں آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے (مسلم ج2 ص125)۔۔۔ (3) غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کرامؓ کیف و مستی کے عالم یہ شعر پڑھ رہے تھے جس سے بیعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجہاد مابقینا ابدا   (بخاری: ج۲/۵۸۸)

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ بیعت اسلام کے لیے بھی لی جاسکتی ہے، اپنی ذات کے لیے بھی لی جاسکتی ہے، جہاد کے لیے بھی لی جاسکتی ہے اور مکمل طور پر اپنی اطاعت کے لیے بھی لی جاسکتی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بیعت صرف انہی چند باتوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسی بھی اچھے مقصد کی تکمیل کے لیے بصورت بیعت باہمی معاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ (لیکن نبی کریمﷺ کی اطاعت غیر مشروط تھی جبکہ باقی لوگوں کی اطاعت دین کے ساتھ مشروط ہوتی ہے)۔

حضور اقدسﷺ کے بعد صحابہ کرام نے لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت بھی لی۔ یاد رہے! صحابہ کرام کی بیعت تو ایسی تھی کہ جو ان کا مرید ہو گیا اسے سب کچھ حاصل ہو گیا۔ لیکن صحابہ کرام کے بعد جب بادشاہوں میں دین کی مطلوبہ کیفیت باقی نہ رہی تو لوگ آہستہ آہستہ صالحین کے ہاتھوں پر بیعت ہونے لگے تاکہ انہیں صحابہ کرام اور رسول پاکﷺ کی نسبت کی برکت حاصل ہو جائے۔ اس طرح چار مشہور سلسلے وجود میں آئے۔ ان کے نام تو بعد میں رکھے گئے مگر کام پرانا ہی تھا۔ قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی۔۔۔۔ اول الذکر تین سلسلوں کا تعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے جبکہ نقشبندی سلسلہ کی نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔

جس طرح حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نسبتیں "فقہ" کے لحاظ سے ہیں اسی طرح مذکورہ سلسلہ ہائے بیعت، تصوف کے لحاظ سے ہیں۔ اور تصوف یعنی صفائے قلب وباطن ومجاہدہ قرب الٰہی بھی فقہ کی طرح شریعت کے مطلوبات میں سے ہے، جس پر یہاں گفتگو کرنے کا

موقع نہیں۔اسی طرح سلسلہ بیعت کے حوالے سے بعض دیگر تاریخی وفنی مباحث بھی ہیں جن پر بڑی کتب میں ابحاث موجود ہیں جو ہیں جو دیکھی جاسکتی ہیں۔۔۔۔۔۔بہر حال یہ بات تو واضح ہے کہ بیعت کا طریقہ عربوں میں کسی بات کو مضبوط کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر مروج تھا۔نبی کریم ﷺ،صحابہ کرامؓ اور بعد کے صلحاء نے بھی اس کو جاری رکھا۔قرآن وحدیث میں اس کا بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔(مردوں کی بیعت کا بھی اور عورتوں کی بیعت کا بھی)لہٰذا بیعت کے متعلق بعض نادان لوگوں کا یہ کہنا کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں،قطعی طور پر غیر شرعی بات ہے۔

ضرورت مرشد کی ایک تمثیل سے وضاحت: اگر ایک مٹکا رنگ کا بھرا ہوا ہو،اور اس کے ساتھ ہی ایک خوب دھلی صاف ستھری چادر بھی موجود ہو۔اگر وہ چادر اس مٹکے کے ساتھ صدیوں بھی پڑی رہے تو اس پر مٹکے کا رنگ ہرگز نہیں چڑھ سکتا۔رنگ تو اسی وقت چڑھے گا جب کوئی رنگریز اس چادر کو لے کر مٹکے میں ڈبودے گا۔اگر رنگ خود بخود چڑھتا ہوتا تو صحابہ کرامؓ اور اہل بیت پر بھی خود بخود چڑھ جاتا ،لیکن یہ رنگ اسی وقت چڑھا جب سرکار دو عالم ﷺ نے ان سے بیعت لی اور انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی نسبت کو پختہ تر کرلیا۔صبغة الله ومن احسن من الله صبغة.(۱،۱۳۸)"(کہہ دو ہم)اللہ کے رنگ(میں رنگے گئے ہیں)اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے"۔

پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر کسی نے اپنے کپڑے پر رنگ چڑھوانا ہوتو وہ پوچھتا پھرتا ہے کہ کوئی ایسا رنگریز بتاؤ جو سب سے عمدہ رنگ چڑھاتا ہو۔لہٰذا مرشد بھی ایسا ڈھونڈنا چاہیے جس کی صرف شکل ہی رنگریز جیسی نہ ہو بلکہ وہ اس منصب کی مطلوبہ شرائط پر پورا بھی اترتا ہو۔ورنہ وہ کپڑے کے پہلے رنگ کو بھی خراب کردے گا۔جیسا کہ آج کل لاکھوں کی تعداد میں کاروباری پیروں نے ہر طرف اودھم مچایا ہوا ہے ان کی وجہ سے لوگوں کے جان،مال عزت وآبرو اور دین وایمان ہر وقت خطرے کی زد میں ہیں۔تصوف وطریقت محض ایک مردہ رسم بن کر رہ گئی ہے۔خانقاہوں میں جس روحانی تربیت کا سامان ہوتا تھا اور لوگوں کے اخلاق واحوال بدلے جاتے تھے آج وہ سب کچھ ناپید ہوچکا ہے۔پیری مریدی کے نام پر پیسے بٹورنے،مرید بڑھانے،نذرانے جمع کرنے،اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی جنگ جاری ہے۔اکثر پیر علم دین سے ناواقف،عمل سے عاری اور احوال طریقت سے بے خبر ہیں۔مزارات سے فقط نسبی تعلق کی بناء پر اپنی دکانیں چلا رہے ہیں۔انہوں نے جاہ وجلال،رقص وسرود،آنکھوں کی سرخی،دل کی دھڑکن،جبہ ودستار،چادر وتسبیح،مخالفت شریعت،دست بوسی وپابوسی،دم درود،تعویذ دھاگہ،بدنظری وبداخلاقی اور غیر محرم عورتوں کے جن نکالنے وغیرہ کو تصوف کا نام دے رکھا ہے۔اس موضوع کی تفصیلات کے لیے ہمارا مقالہ"کاروباری پیر اور زوال اہلسنت"ملاحظہ فرمائیے۔

اب ہم بیعت کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کے نوادرات میں سے چند اہم ترین شرعی مسائل یہاں تحریر کرتے ہیں جن کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔مگر لوگ ان سے بے خبر ہیں۔

دین کے مطابق کامیابیاں دو قسم کی ہیں۔(1)ظاہری (2)باطنی....**ظاہری کامیابی** سے مراد یہ ہے کہ جسم ودل دونوں پر اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کیے جائیں،نہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا جائے اور نہ صغیرہ گناہ پر اصرار کیا جائے....**باطنی کامیابی** یہ ہے کہ حصول تقویٰ کے بعد دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مقصود،مشہود،موجود نہ رہے۔یعنی دل کو پہلے ارادہ غیر سے خالی کرلیا جائے۔پھر غیر کو نظروں سے

اوجھل کردیا جائے اور پھر حق دل میں جلوہ فرما ہو جائے۔

یاد رہے کہ ان دونوں کامیابیوں کے لیے ہر شخص کو مرشد کی ضرورت ہے۔۔اب دیکھنا یہ ہے کہ مرشد کہتے کسے ہیں؟ اس کی وضاحت بھی انتہائی ضروری ہے۔۔۔۔۔مرشد دو طرح کا ہوتا ہے۔(1) مرشد عام (2) مرشد خاص۔

مرشد عام: اس سے مراد قرآن حکیم، احادیث پاک اور علماء اسلام (اہلسنت) کی راہبری ہے.... ظاہری و باطنی دونوں کامیابیوں کے لیے اس مرشد کا ہونا واجب ہے۔جو بھی ان سے جدا ہے وہ یقینا کافر و گمراہ ہے۔

مرشد خاص: اس سے مراد کوئی ایسی مخصوص شخصیت ہے جس میں 4 شرائط موجود ہوں۔ان چار شرطوں کو پورا کیے بغیر کوئی بھی شخص مرشد نہیں بن سکتا نہ ہی اس کا بیعت لینا جائز ہے اور نہ ہی اس کی بیعت ہونا جائز ہے۔۔جس شخص میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں اسے "جامع شرائط مرشد" کہتے ہیں۔۔وہ چار شرطیں مندرجہ ذیل ہیں: (1) صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔یعنی اہل سنت و جماعت سے وابستہ ہو، بدعقیدہ و بدمذہب نہ ہو۔ (2) عقائد کے دلائل اور تمام احکام شرعیہ کا عالم ہو حتیٰ کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ کا حل بتا سکتا ہو۔(3) علم کے مطابق عمل کرتا ہو۔فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر دائمی عمل پیرا ہو اور تمام محرمات و مکروہات سے بچتا ہو۔(4) رسول اللہ ﷺ تک اس کی نسبت متصل ہو، اس کے مشائخ کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہو۔

۞ جو شخص خود کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہے لیکن باپ دادا کی وراثت سمجھ کر ان کا سجادہ نشین بن گیا ہے، اس کا سلسلہ متصل نہیں ہے۔اس لیے وہ مرشد بننے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ۞ جس شخص نے کسی کے ہاتھ پر بیعت تو کی ہوئی ہے مگر اس کو خلافت نہیں ملی تو اس کا سلسلہ بھی متصل نہیں ہے۔۔وہ بھی مرشد نہیں بن سکتا۔ ۞ جس سلسلہ میں کوئی ایک فرد بھی نا اہل آجائے وہ سلسلہ بھی متصل نہیں رہتا۔نا اہل کے بعد اس سلسلے کے تمام پیر غلط ہیں۔ان کا مرید ہونا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ ۞ بعض بدمذہب غیر سنی بھی پیر بن بیٹھتے ہیں اور لوگوں کو اپنا مرید کرتے ہیں، ان کی پیری مریدی بہت بڑا مکر و فریب اور شیطان کا جال ہے۔ ۞ آج کل اکثر غیر عالم لوگ پیر بن کر مرید کر رہے ہیں۔یہ بھی قطعاً غلط ہے۔ایسے لوگوں کا مرید کرنا یا ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز و حرام ہے۔ ۞ آج کل اکثر پیر کھلے فسق و فجور میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں، ان کی پیری مریدی بھی صرف ایک ڈھونگ ہی ہے۔حقیقت میں نہ وہ پیر ہیں نہ ان کا کوئی مرید ہے۔

مرشد خاص کی پھر دو قسمیں ہیں۔شیخ اتصال۔شیخ ایصال۔**شیخ اتصال**: جس میں بیان کردہ چاروں شرائط پائی جائیں۔**شیخ ایصال**: وہ ہوتا ہے جو کہ بیان کردہ شرائط کے ساتھ ساتھ راہ سلوک کی تمام مشکلات سے بھی آگاہ ہو اور اپنے مرید کو منزل تک پہنچانے کی کامل استطاعت رکھتا ہو۔ یعنی ہر شیخ ایصال، شیخ اتصال بھی ہوتا ہے لیکن ہر شیخ اتصال، شیخ ایصال نہیں ہوتا۔

بیعت کی بھی دو قسمیں ہیں (1) بیعت تبرک۔(2) بیعت ارادت۔۔۔۔(1) **بیعت تبرک**: یعنی نیک نیتی سے کسی شیخ کے سلسلہ میں شامل ہو جانا کہ آدمی کا نام محبوبان خدا کے غلاموں میں آجائے اور وہ نیک لوگوں کے سلسلے کا ایک فرد بن جائے۔۔ایسے ہی لوگوں کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے **من تشبه بقوم فهو منهم** نیز فرمایا **هم القوم لایشقیٰ بهم جلیسهم** ۔اس بیعت کے لیے شیخ

ایصال ضروری نہیں، شیخ اتصال ہی کافی ہے۔۔۔۔(2) **بیعت ارادت**: یعنی آدمی اپنے آپ کو مکمل طور پر شیخ کامل کے سپرد کردے اور راہ سلوک پر چلنے کے لیے اس کی زیرنگرانی ریاضت ومجاہدہ کرے۔اس بیعت کے لیے صرف شیخ اتصال کافی نہیں، شیخ ایصال کی ضرورت ہے۔

۞ جولوگ دنیاوی اغراض ومقاصد کے لیے کسی پیر کی بیعت کرتے ہیں انہیں ان کی بیعت کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ۞ جوشخص علماء دین کو غلط قرار دے اور انہیں تنقید کا نشانہ بنائے وہ شخص قطعاً پیر نہیں ہوسکتا۔اس کا پیر شیطان ہے اور وہ شیطان کا چیلا۔ ۞ اگر کسی شخص سے (نعوذ باللہ) گناہ سرزد ہوجاتا ہے لیکن وہ سچے دل سے علماء واولیاء کا معتقد ہے تو اس کی بیعت درست اور جاری ہے۔البتہ گناہ کا وبال اس پر آئے گا۔ ۞ اگر کسی شخص سے کوئی کفریہ کلمہ یا کفریہ عمل سرزد ہوجائے تو اس کا ایمان ہی ختم ہوجاتا ہے۔اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اور اس کی بیعت بھی ٹوٹ گئی۔نکاح کی بھی تجدید کرے اور شیخ کامل سے بیعت کی بھی تجدید کرے۔ ۞ اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ کسی خاص پیر کا مرید نہیں ہے لیکن قرآن وحدیث اور فقہ پر عمل پیرا ہے نیکوکار متقی پرہیزگار ہے تو وہ بے پیر نہیں ہے بلکہ مرشد عام کا مرید خاص ہے۔(بڑے بڑے اکابر علماء وائمہ کی مرشد خاص کے ہاتھ پر بیعت ثابت نہیں۔بعض علماء نے آخری عمر میں مرتبہ امامت کے حصول کے بعد کسی مرشد خاص کی بیعت کی اور وہ بھی فقط بیعت برکت) اور اگر کوئی گناہ گار شخص ہے لیکن اس کا عقیدہ درست ہے تو وہ اگرچہ فلاح کے راستے پر نہیں ہے لیکن مرشد عام کا مرید عام ضرور ہے۔ ۞ اگر کوئی شخص مرشد عام (قرآن حدیث ،فقہ ،اور علماء حق کی راہبری) کا منکر ہے تو وہ شدید ترین ہلاکت میں ہے،وہ بے مرشد ہے اور شیطان اس کا مرشد ہے۔جیسا کہ روشن خیال دہریے،علماء کا مذاق اڑانے والے اور شریعت وطریقت کو باہم مخالف قرار دینے والے پیر فقیر،اور بدعقیدہ وبدمذہب غیر سنی وغیرہ۔ ۞ قرآن وحدیث کے احکام کی پیروی اور تقویٰ وپرہیزگاری تو ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن احسان یعنی راہ سلوک پہ چلنا ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔اگرچہ یہ اعلیٰ درجہ کا مطلوب محبوب،مرغوب اور مستحب کام ہے۔کروڑوں میں گنتی کے چند لوگ ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرسکیں۔ایسے لوگوں کی بیعت ، بیعت ارادت کہلاتی ہے۔جبکہ عام لوگوں کی بیعت ، بیعت برکت۔ ۞ اگر کوئی شخص مرشد خاص کی بیعت کا کلیتاً منکر ہے۔اور اسے بے کار و بے مقصد چیز سمجھتا ہے تو وہ گمراہ اور بدعتی شخص ہے۔ ۞ اگر کوئی شخص اپنے تکبر کی بناء پر کسی بھی شخص کو مرشد بننے کا اہل نہیں سمجھتا تو وہ شخص تکبر کی بناء پر ہلاکت میں ہے۔ ۞ اگر کوئی شخص بلاوجہ شرعی فقط بدگمانی کی بناء پر ہر مرشد کو نااھل سمجھتا ہے تو وہ بدگمانی کے گناہ کبیرہ میں مبتلاء ہے۔ ۞ اگر کوئی شخص پیروں کی بیعت سے اس لیے بچتا ہے کہ اسے ان کے متعلق بعض امور شک میں ڈالتے ہیں ااور اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں،کیونکہ بیعت کرنا ایک مستحب کام ہے۔جس کو چھوڑنے سے کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔

احسان (سلوک) یہ ہے کہ آدمی شیخ ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت کر کے اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی جلووں میں استغراق حاصل کرے۔اس کے لیے قرب خداوندی کے غیبی راستے کشادہ کردیے جائیں اور اس کا دل حسن مطلق کے دیدار سے کیف وسرور حاصل کرے۔یہ بڑا عظیم راستہ ہے اور اس کی شان سب سے بڑھ کر ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سعادت عظمٰی اور نعمت کبریٰ کا اہل بنائے۔آمین۔

۞ مرشد عام (قرآن وحدیث) کو راہ سلوک سے عاجز سمجھنا پرلے درجے کی گمراہی ہے جو آدمی کو کفر تک پہنچادیتی ہے۔ہرشی قرآن وحدیث

میں ہے لیکن اس کو سمجھنے سے ہم عاجز ہیں..... راہ سلوک پر چلنے کی چند شرائط ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو آدمی تباہ ہو جائے گا بلکہ ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ (1) مرید ہونے والا سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (2) مرشد خاص کے ہاتھ پر بیعت ہو۔ (3) مرشد خاص فقط شیخ اتصال نہ ہو بلکہ شیخ ایصال بھی ہو۔ (4) اس کے ہاتھ پر بیعت برکت نہیں بیعت ارادت کرے۔ (5) مکمل طور پر شیخ کے احکام پر چلے اور ان سے سرمو انحراف نہ کرے۔ اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔

راہ سلوک کے لیے اتنی شرائط اس لیے ہیں کہ یہ راستہ انتہائی خطرناک ہے۔ شیطان مکار ملعون، ایمان کا دشمن ہے، وقت اور موقع کی انتظار میں ہے، ایسے ایسے کرشمے دکھاتا ہے کہ آدمی کا ایمان ہی چھین کر لے جاتا ہے۔ پھر قرب خداوندی تو دور کی بات ہے خود جنت ہی باقی نہیں رہتی ۞ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو اس راہ پر چلے، ریاضتیں اور مجاہدے کرے مگر اس کے لیے راستہ ہی نہ کھلے۔ اس طرح وہ ان دشواریوں سے محفوظ ہو گیا۔ جو اس راستہ میں پیش آتی ہیں۔ اور اگر راستہ کھل گیا تو پھر ہر قدم احتیاط سے رکھنا ہوگا اور ہر سانس سوچ سمجھ کر لینا ہوگا ۞ اگر کسی شخص نے مجاہدے کیے، راستہ نہ کھلا، لیکن وہ خود پسند ہو گیا یا راستہ نہ کھلنے کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کوئی سخت کلمہ کہہ بیٹھا یا اس راستے کا ہی منکر ہو گیا تو وہ گمراہی کی دلدل میں جا گرا۔ شیطان اس کو جھپٹ کر لے گیا۔ ☆☆ تبدیلی بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے۔ البتہ ایک سلسلہ میں ایک شیخ کی بیعت ہو اور دوسرے سلسلہ میں دوسرے شیخ کی بیعت کرلے جبکہ پہلے سے انحراف نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (الملفوظ، ج 1، ص 14)۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک استاذ سے نسبت تلمذ توڑے بغیر دوسرے استاذ سے بھی سبق پڑھے۔ ۞ جب ایک شیخ سے انحراف کیے بغیر دوسرے سلسلہ میں دوسرے شیخ کی بیعت کر سکتا ہے تو پھر ایک شیخ کا مرید دوسرے شیخ کا فقط طالب بن کر بھی اس سے فیض حاصل کر سکتا ہے۔ ۞ بلاوجہ شرعی اپنے شیخ کی بیعت کو توڑنا اگرچہ ممنوع ہے لیکن اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں اپنے شیخ کی بیعت توڑتا ہوں یا اسی جیسے دوسرے الفاظ کہہ دے تو اس کی بیعت ٹوٹ جائے گی۔ لیکن یہ جملے زبان سے بولنا ضروری ہیں صرف تصور کر لینے سے یا خیال آجانے سے بیعت نہیں ٹوٹتی۔ یاد رہے! بیعت توڑنے کے لیے پیر کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔ ۞ اگر آدمی کسی فاسق و فاجر یا بدمذہب کا مرید ہو گیا تو اس کی یہ بیعت سرے سے بیعت ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو توڑنے کی کوئی ضرورت ہے۔ ۞ بیعت کے لیے پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری نہیں۔ زبانی خط یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے بھی مرید ہو سکتا ہے۔ ☆☆ عورتیں پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت نہیں کر سکتیں۔ (یہ حرام ہے) کسی کپڑے، زبانی، خط یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے بیعت کر سکتی ہیں۔ ۞ عورتوں کا اپنے پیر سے بھی اسی طرح پردہ ہے جیسے عام غیر محرم مردوں سے پردہ ہے۔

علماء کرام نے بزرگوں کی بیعت اور اس کے مقاصد حسنہ کو قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کریمہ سے ثابت کیا ہے۔ یایها الذین امنو اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدو فی سبيله لعلكم تفلحون . (۳۵،۵) "اے ایمان والو! اللہ ڈرتے رہو اور اس (کے حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ"۔

اس آیت کریمہ میں راہ سلوک یعنی قرب الٰہی کے راستے پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے لیے اولین شرط تقویٰ ہے۔۔ جب

آدمی تقویٰ پر قائم ہو جائے تو اس کے بعد وہ راہِ احسان پر چلنے کے لیے کمر ہمت باندھے، جس کے لیے شیخ (ایصال) کا وسیلہ اشد ضروری ہے۔ اسی لیے فرمایا وابتغوا الیه الوسیلة ۔۔ جب شیخ کامل میسر آجائے تو اب اصل مقصود یعنی مجاہدہ کا حکم ارشاد فرمایا، جس کے نتیجہ میں آدمی کو فلاح حاصل ہو جائے گی یعنی قرب خداوندی میسر آجائے گا۔۔ ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ راہِ سلوک میں فلاح اسی کو ملے گی جو وسیلہ مرشد اختیار کرے گا ۔اور جو مرشد کے بغیر اس راہ پر چلے گا وہ ناکام ہی رہے گا۔ کیونکہ لعلکم تفلحون اسی کے لیے ہے جس نے وابتغوا الیه الوسیلة پر عمل کیا۔ اس آیت کے متعلق اسماعیل دہلوی نجدی وہابی (جو کہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مشترکہ امام ہیں) لکھتے ہیں کہ اہل سلوک اس آیت کو راہِ حقیقت کی طرف اشارہ گردانتے ہیں۔ اور مرشد کو وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اس بناء پر حقیقی کامیابی اور مجاہدہ سے پہلے مرشد کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سالکانِ حقیقت کے لیے یہی قاعدہ مقرر کیا ہے اس لیے مرشد کی راہنمائی کے بغیر اس راہ کا ملنا شاذ و نادر ہے (صراط مستقیم، ص 50، کتبہ سلفیہ)

دار العلوم حسنیہ بہاولپور کے اعزازات

﴿1﴾ تنظیم المدارس اور بہاولپور بورڈ کے امتحان میں ہمیشہ جامعہ کی بہترین Percentage میں کامیاب ﴿2﴾ یکم دسمبر 2003ء سے جامعہ میں درجہ شہادة العالیہ (دورہ حدیث) کا آغاز ﴿3﴾ بہاول پور کی تاریخ میں دیگر تمام اداروں سے پہلے طالبات کیلئے درسِ نظامی کا آغاز اور 2003ء میں تنظیم المدارس کی طرف سے ثانویہ عامہ اور ثانویہ خاصہ (طالبات) کا امتحان ﴿4﴾ 2002ء کے امتحان ثانویہ عامہ میں ایک طالب علم کی کافیہ (عربی گرائمر) میں سو فیصد نمبرز سے کامیابی ﴿5﴾ تنظیم المدارس کے امتحانات اور مختلف اداروں اور تنظیموں کے زیر اہتمام تلاوت، نعت، تقریر، تحریر اور کوئیز کے مقابلے جات میں جامعہ کے طلباء کی مسلسل پوزیشنیں (اب تک تنظیم المدارس کے امتحانات میں جامعہ کی پانچ پوزیشنیں اور دیگر ہم نصابی مقابلہ جات میں 30 پوزیشنیں آچکی ہیں۔ الحمد للہ ﴿6﴾ مکتبہ حسنیہ کے نام سے بہاول پور کے سب سے بہترین مکتبہ کا آغاز، اشاعتی سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے ہر طرح کی اسلامی کتب، کیسٹیں اور سی ڈیز یہاں دستیاب ہیں ﴿7﴾ بہترین کمپیوٹر لیب میں کمپیوٹر کلاسز کا اجراء، ہر طالب علم کیلئے کمپیوٹر سیکھنا لازمی ﴿8﴾ ایف اے اور بی اے کے امتحان میں اکنامکس اور پولیٹیکل سائنس کے مضامین کی انٹروڈکشن ﴿9﴾ بہاول پور کی متعدد مساجد میں جامعہ کے طلباء کی امامت و خطابت ﴿10﴾ حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر طلباء کی شاندار انعامات سے حوصلہ افزائی ﴿11﴾ بارہ ماہ مسلسل تعلیمی سلسلہ جاری و ساری ﴿12﴾ جامعہ کی کوششوں سے بارہ سال کے بعد 2003ء سے بہاول پور میں تنظیم المدارس کی طرف سے طلباء کے لیے مرکزِ امتحان کا تقرر ﴿13﴾ 2003ء میں تنظیم المدارس کے اعلیٰ ترین (فوقانی) درجہ کے مدارس میں جامعہ ہٰذا کا الحاق ﴿14﴾ جامعہ کی کوششوں سے طالبات کیلئے بہاول پور کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تنظیم المدارس کے مرکزِ امتحان کا آغاز ﴿15﴾ بہاول پور میں پہلی مرتبہ جامعہ کی کاوشوں سے حفظ اور تجوید و قرأت کے لیے (2004ء) تنظیم المدارس کے امتحان کا بندوبست (اب تک تنظیم کی حفظ و قرأت کی تقریباً 500 اسناد اور درس نظامی کی تقریباً 300 اسناد جامعہ ہٰذا کے ذریعے طلباء و طالبات تک پہنچ چکی ہیں) ﴿16﴾ بہاول پور بورڈ کے فاضل عربی کے امتحان 2004ء میں اول، دوم، سوم تینوں پوزیشنیں حاصل کرنے کا اعزاز ﴿17﴾ اصلاح معاشرہ کیلئے 20 جون 2004ء سے ہر اتوار کو عصر تا مغرب محفلِ ذکر کا آغاز ﴿18﴾ طلباء کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور خفیہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات کا مربوط اور مضبوط نظام ﴿19﴾ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کیلئے ہزاروں روپے کے گرانقدر انعامات ﴿20﴾ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں تین سالوں (۱۴۲۲ھ/2002ء تا ۱۴۲۵ھ/2004ء) کے اندر امتیازی پوزیشنیں حاصل کرنے والے مدارس میں جامعہ ہٰذا کی پانچویں پوزیشن (یعنی جامعہ حسنیہ ملک کے ٹاپ کے مدارس میں پانچویں نمبر پر ہے) ﴿21﴾ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے ایم اے اسلامیات 2006ء کے امتحان میں جامعہ ہٰذا کے طالب علم کی ریگولر و پرائیویٹ تمام امیدواروں میں پہلی پوزیشن اور گولڈ میڈل ﴿22﴾ 2006ء میں اسلامیہ یونیورسٹی میں ایم کام، ایم اے عربی، ایم فل اسلامیات، ایم فل عربی اور پی ایچ ڈی میں جامعہ کے طلباء و طالبات کے ایڈمشن ﴿23﴾ 2006ء میں جامعہ کے زیر اہتمام سعیدی ویلفیئر فاؤنڈیشن کا آغاز (فاؤنڈیشن اب تک مختلف علمی، فکری اور اصلاحی موضوعات پر تقریباً پچاس ہزار پمفلٹ

شائع کر کے مفت تقسیم کر چکا ہے۔ نیز 23 ستمبر 2007ء کو 60 ضرورت مندوں میں پانچ پانچ سو کے عید الفطر گفٹ پیک، 16 دسمبر 2007ء کو 100 مستحقین میں 20،20 کلو آٹے کے تھیلے اور 24 مارچ 2008ء کو 30 مستحقین میں 20،20 کلو آٹے کے تھیلے تقسیم کر چکا ہے۔)

جامعہ حسنیہ بہاولپور کے اساتذہ کرام کا تعارف

﴿1﴾ **پروفیسر ڈاکٹر عون محمد سعیدی:** (ایم اے اسلامیات "گولڈ میڈلسٹ" + شہادۃ العالمیہ "گولڈ میڈلسٹ" + ڈی ایچ ایم ایس) تخصص: مسائل فقہیہ وعصریہ ﴿2﴾ **مفتی محمد اکبر سعیدی:** (ایم کام + شہادۃ العالمیہ "سلور میڈلسٹ") تخصص: اسلامی معیشت ﴿3﴾ **مولانا محمد بلال نقشبندی:** (فاضل عربی + ایم اے اسلامیات وعربی) تخصص: تفسیر ﴿4﴾ **مولانا آس محمد سعیدی:** (فاضل عربی + فاضل اردو + بی کام + ایل ایل بی + شہادۃ العالمیہ) تخصص: شریعہ اینڈ لاء + علم المیراث ﴿5﴾ **مولانا محمد فیصل قریشی:** (فاضل عربی + شہادۃ العالمیہ + ایم اے، آئی آر) تخصص: قومی وبین الاقوامی سیاست ﴿6﴾ **مولانا محمد شعیب ہاشمی:** (فاضل عربی + فاضل اردو + ایم اے انگلش + شہادۃ العالمیہ) تخصص: تقابل ادیان ﴿7﴾ **مولانا محمد منیر قریشی:** (فاضل عربی + شہادۃ العالمیہ + ایم اے تاریخ) تخصص: عقائد ومناظرہ + تقابل مسالک ﴿8﴾ **مولانا محمد معراج قادری:** (فاضل عربی + شہادۃ العالمیہ + ایم اے اردو) تخصص: اقبالیات + جغرافیہ ﴿9﴾ **مولانا محمد عابد جمالی:** (فاضل عربی + شہادۃ العالمیہ + ایم اے لائبریری سائنس) تخصص: سیرت طیبہ + تصوف + تعویذات ﴿10﴾ **مولانا محمد روشن:** (ایم اے سوشل ورک + شہادۃ العالمیہ) تخصص: سوشل ورک ﴿11﴾ **مولانا محمد دلشاد اشتیاق:** (شہادۃ العالمیہ + بی سی ایس) تخصص: فقہ حنفی + تقابل مذاہب فقہیہ ﴿12﴾ **مولانا محمد نوید رضا:** (شہادۃ العالمیہ + جرنلزم) تخصص: حدیث + اصول حدیث + اسماء الرجال۔

دار العلوم حسنیہ کے شعبہ جات

﴿1﴾ جامعہ حسنیہ بہاولپور	﴿2﴾ مدرسہ فاطمیہ للبنات	﴿3﴾ قرآن فاؤنڈیشن	﴿4﴾ سعیدی ویلفیئر فاؤنڈیشن
﴿5﴾ مکتبہ حسنیہ	﴿6﴾ کمپیوٹر لیب	﴿8﴾ دار الافتاء	﴿7﴾ اسلامک لائبریری
﴿9﴾ شعبہ تصنیف وتالیف	﴿10﴾ شعبہ امامت وخطابت	﴿11﴾ شعبہ قیام وطعام	﴿12﴾ ماہنامہ متاع کارواں
﴿13﴾ بزم انقلاب (طلباء)	﴿14﴾ مجلہ "انقلاب" (طلباء)	﴿15﴾ آرگنائزیشن جماعت اہل سنت	

اس مرکز علم وعرفاں کے ہر شعبہ کی کارکردگی بے مثال ہے۔ تمام شعبہ جات کو چلانے کے لیے آپ کے تعاون کی شدید ضرورت ہے۔ کبھی آئیے! اور دیکھیے! اگر دل مطمئن ہو تو دینی وعصری تعلیم کے اس عظیم ادارہ کے دست وبازو بن جائیے۔ وتعاونوا علی البر والتقوی

اکاؤنٹ نمبر: 3763-6 مسلم کمرشل بنک فرید گیٹ برانچ بہاولپور۔

کمپوزنگ وڈیزائننگ: محمد نعیم ستار، متعلم: جامعہ حسنیہ بہاولپور